کوڈ: TFSR101　　　　　　یونٹ: 01 تا 09

تجوید القرآن

(سرٹیفکیٹ کورس)

شعبہ قرآن وتفسیر

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

یونٹ: 1تا 9 کوڈ نمبر: TFSR101

تجوید القرآن

(سرٹیفکیٹ کورس)

تالیف، ترتیب وتدوین:

ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال

شعبہ قرآن و تفسیر

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

ایڈیشن :	اول
سالِ اشاعت :	2026ء
تعداد اشاعت :	
ایڈیٹنگ :	حدیقہ فاطمہ
نگران طباعت :	ڈاکٹر سرمد اقبال
طابع :	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
ناشر :	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس ٹیم

چیئرمین: ڈاکٹر ثناءاللہ حسین

تالیف، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال

نظرثانی:

1۔ ڈاکٹر ثناءاللہ حسین

2۔ ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال

3۔ ڈاکٹر محمد طیب خان

4۔ ڈاکٹر ظفر اقبال

5۔ ڈاکٹر سعاد محمد عباس

کورس رابطہ کار: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال

ایڈیٹر: اسد اقبال

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	5
کورس کا تعارف	7-6
کورس کے مقاصد	8
یونٹ 1 : مبادیات علم تجوید	9
یونٹ 2: حروف تہجی و مخارج حروف	19
یونٹ 3 : تعارف قرآن، فضائل و عظمت قرآن	31
یونٹ 4: صفاتِ حروف: مفہوم، اقسام اور فوائد	45
یونٹ 5: اظہار، ادغام، اخفاء اور اقلاب	51
یونٹ 6: مد اور قلقلہ: مفہوم، حروف اور اقسام	59
یونٹ 7: وقف کا مفہوم، اقسام اور علامات	69
یونٹ 8: تفخیم و ترقیق، لام، را، نون اور میم مشدد کے احکام	79
یونٹ 9: علم قرات کا تعارف	87

پیش لفظ

آخری آسمانی و الہامی کتاب قرآن مجید ،کتاب اللہ ہونے کے ساتھ اللہ عزوجل کا حقیقی کلام بھی ہے جو بنی نوع انسانیت کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔ قرآن کی آفاقی تعلیمات ازلی و ابدی ہیں جس نے تاریخ انسانی کا رُخ موڑ دیا۔ یہ واحد آسمانی کتاب ہے جو ہمہ قسمی تحریفات سے پاک اپنی اصل زبان میں موجود ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گی۔ چونکہ یہ کلام خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا اس کا لب و لہجہ بھی خالص عربوں کی طرح ہونا چاہئے اور ''فن تجوید و ترتیل'' عربوں کے اسی مخصوص لب و لہجہ کو محفوظ کرنے کا نام ہے جیسا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے: ''اقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ وأَصْوَاتِهَا'' (قرآن مجید کو عرب کے لب و لہجہ کے مطابق پڑھو یعنی عربوں کی طرح مخارج و صفات ادا کرو)۔ دین اسلام کے پھیلاو سے مختلف رنگ، نسل اور زبان کے لوگ اس کے احاطے میں آئے جس کی وجہ سے قرآن کے لب و لہجے اور انداز تلاوت میں فرق آیا۔ تب وقت کے علماء کو حروف کے مخارج و صفات کی توضیح کی ضرورت پیش آئی اور فن تجوید و قراءات کے ماہرین نے ایسے اصول، قواعد و ضوابط اور تجوید کی تدریس کے ذرائع وسائل اور طریق کار وضع کیے جس سے نہ صرف معلّمین و متعلّمین کو فائدہ پہنچا بلکہ عام قاری نے بھی اس سے استفادہ کیا۔

ملک بھر کی دیگر جامعات اور تعلیمی اداروں کے مقابلے میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی وہ واحد ادارہ ہے جس کا بنیادی ہدف ہی عام آدمی کی دہلیز پر تعلیم کا فروغ ہے۔ جہاں دیگر علوم و فنون کی اشاعت و ترویج کے لیے کامیاب شعبہ جات قائم ہیں وہاں علوم اسلامیہ کی ترویج کے لیے مستقل فیکلٹی قائم کی گئی ہے۔ جس کے مختلف شعبہ جات میں سے ایک شعبہ قرآن و تفسیر ہے جو قرآنی علوم کی ترویج میں کوشاں ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی سرٹیفکیٹ کورس ''تجوید القرآن'' ہے۔ یہ کورس تجوید کی مبادیات، حروف تہجی، مخارج حروف، صفات حروف کی اقسام، اور قرآن مجید کے دیگر مباحث پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی تالیف و ترتیب اور تدوین کا فریضہ شعبہ قرآن و تفسیر کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال نے انجام دیا ہے۔ اس ضمن میں شعبہ قرآن و تفسیر کے اساتذہ کی کوشش قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالی اس شعبہ کے اساتذہ اور مولف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ میرے نزدیک یہ سرٹیفکیٹ کورس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی مطبوعات میں اضافہ کے ساتھ ہر سطح کے طلبہ و طالبات کے لیے نہ صرف مفید ثابت ہوگا بلکہ ہر خاص و عام کو تجوید، ترتیل اور قراءات کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں پہلی سیڑھی ثابت ہوگا۔

دُعا ہے کہ رب عزوجل ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اخلاص کے ساتھ قرآن کی ہمہ قسمی خدمت میں نمایاں کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر محی الدین ہاشمی
ڈین کلیہ عربی و علوم اسلامیہ

کورس کا تعارف

بنی نوع انسانیت کی ہدایت کے لیے ''لاریب کتاب'' کے سراسر رشد وہدایت کا منبع اور سرچشمہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ قرآن مجید کا موضوع انسان ہے اس لیے رب ذوالجلال نے انسانیت کی بھلائی کے پیش نظر اس میں انسانی زندگی کے متعلق تمام ضروری ہدایت اور رہنمائی لکھ دی ہے۔ یہ الہامی کتاب اپنے انوکھے اعجاز کی بدولت زمانہ نزول سے قیامت تک رسم، حروف، الفاظ اور جملوں کے ساتھ محفوظ و مامون ہے۔ چونکہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا اس لیے اسے عربوں کے لہجے میں پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ اس لہجے کو محفوظ کرنے کا نام تجوید و ترتیل ہے۔ زیر نظر سرٹیفکیٹ کورس ''تجوید القرآن'' ہر سطح کے طلبہ و طالبات کے تیار کیا گیا ہے جو قرآن مجید کے الفاظ و حروف کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنے اور خوش الحانی سے پڑھنے کا جذبہ اور ذوق رکھتے ہیں۔ اس لیے امت مسلمہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس عظیم الشان کتاب کو ایسے پڑھے جیسے اس کو پڑھنے کا حق ہے۔ اور وہ حق علم تجوید کے مطابق پڑھنے سے ہی ادا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ

(اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو) (سورۃ المزمل: 04)

زیر نظر سرٹیفکیٹ کورس ''تجوید القرآن'' نو یونٹس پر مشتمل ہے۔ پہلے یونٹ میں تجوید کا معنی و مفہوم، ضرورت و اہمیت، تجوید کے ارکان اور غرض و غایت ، دوسرے یونٹ میں حروف تہجی، مخارج حروف کا مفہوم، اقسام، تیسرے یونٹ میں قرآن مجید کا تعارف، فضائل، عظمت اور آداب تلاوت کو بیان کیا گیا ہے۔ چوتھے یونٹ میں صفت کا معنی و مفہوم، صفات کی اقسام، پانچویں یونٹ میں اظہار، اخفاء، ادغام اور اقلاب کے احکامات کا بیان ہے۔ چھٹے یونٹ میں مد، قلقلہ کا مفہوم، حروف، اقسام، ساتویں یونٹ میں وقف کا مفہوم، اقسام اور علامات وقف کی وضاحت کی گئی ہے۔

جبکہ آٹھویں یونٹ میں تفخیم و ترقیق کا مفہوم، لام و را کے احکام، نون و میم مشدد کی ادائیگی کا طریقہ کار اور نویں یونٹ میں علم قراءات کا مفہوم، غرض و غایت، ارکان و مکاتب قراءات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کورس کی تالیف و ترتیب کا فریضہ شعبہ قرآن و تفسیر کے استاد ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال نے بڑی محنت اور دقت نظر سے انجام دیا ہے۔ مولف نے اس کورس کی تالیف و ترتیب میں تقریبا 20 سے زائد کتب سے استفادہ کیا ہے ان میں بالخصوص

شعبہ قرآن و تفسیر کے دو کورس ("تجوید قرآن حکیم از حافظ رشید احمد تھانوی- کوڈ نمبر 1966" اور "فہم قرآن از ڈاکٹر محمد طیب خان- کوڈ 9487 ") بھی شامل ہیں اور مولفین کے شکریے کے ساتھ پہلے چار یونٹس کے مباحث مختصر اضافہ وترامیم کے ساتھ ان دو کورس سے ہی منتخب کیے گئے ہیں۔ تاہم مولف نے مصادر و مراجع میں ان کتب کا ذکر کر دیا ہے۔ مزید یہ کہ شعبہ قرآن و تفسیر کے دیگر اساتذہ کرام کی کوششیں بھی قابل تعریف ہیں۔ پروردگار دوجہاں شعبہ ہذا کے تمام اساتذہ اور مولف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

واقعی یہ سرٹیفکیٹ کورس "تجوید القرآن "ہر سطح کے طلبہ وطالبات کے لیے نہ صرف مفید ثابت ہو گا بلکہ ہر خاص و عام کو تجوید، ترتیل اور قراءات کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں پہلی سیڑھی ثابت ہو گا۔

دُعا ہے کہ رب ذوالجلال ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اخلاص کے ساتھ قرآن کی ہمہ قسمی خدمت میں نمایاں کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کورس کی ترتیب وتدوین میں جملہ احباب و معاونین کو جزائے خیر عطا کرکے ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر ثناء اللہ حسین
چیئرمین شعبہ قرآن و تفسیر

کورس کے مقاصد

عزیز طلباء وطالبات! امید ہے کہ آپ اس کورس کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1۔ علم تجوید کے ابتدائی مباحث اور اس کے بنیادی اصول جان سکیں۔

2۔ حروف تہجی اور مخارج حروف سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید کے تلفظ کی درست ادائیگی کر سکیں۔

3۔ قرآن مجید کا تعارف جان کر اس کے فضائل اور قرآن مجید کی عظمت سے آگاہ ہو سکیں۔

4۔ صفات حروف کا مفہوم، اس کی اقسام اور اس کے فوائد جان سکیں۔

5۔ تجوید کی اصطلاحات اظہار، ادغام، اخفاء اور اقلاب کے احکامات سمجھ کر ان پر عمل کر سکیں۔

6۔ مد اور قلقلہ کا مفہوم، حروف اور اقسام کو ذہن نشین کر کے ان کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کر سکیں۔

7۔ وقف کا مفہوم، اقسام اور علامات وقف کی پہچان کر سکیں۔

8۔ تفخیم و ترقیق کے قواعد جان کر لام، را، نون، اور میم کے احکامات سے آگاہ ہو سکیں۔

9۔ علم قراءات کا تعارف، موضوع، غرض وغایت اور قرات کے ارکان و مراتب سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

یونٹ نمبر1

مبادیات علم تجوید

تالیف و ترتیب: ڈاکٹر محمد طیب خان
نظر ثانی: ڈاکٹر ثناء اللہ حسین

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوانات
11	یونٹ کا تعارف
11	یونٹ کے مقاصد
12	**یونٹ نمبر1: مبادی علم تجوید**
12	1.1 ۔علم تجوید کا معنی و مفہوم
13	1.2 ۔علم تجوید کا موضوع واہمیت
15	1.3 ۔علم تجوید کے ارکان، حکم اور فوائد
16	1.4 ۔علمِ تجوید کی غرض وغایت اور فضیلت
18	خود آزمائی

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات! اس یونٹ میں آپ علم تجوید کے متعلق درج ذیل مباحث کا مطالعہ کریں گے:

1۔ تجوید کا لغوی معنی

2۔ تجوید کا اصطلاحی مفہوم

3۔ علم تجوید کا موضوع واہمیت

4۔ علم تجوید کے ارکان، حکم وفوائد

5۔ علم تجوید کی غرض وغایت وفضیلت

یونٹ کے مقاصد

عزیز طلبہ وطالبات! اس یونٹ کے درسی مواد کے مطالعہ کے بعد آپ میں ان شاءاللہ یہ اہلیت پیدا ہو جائے گی

کہ آپ

1۔ تجوید کا لغوی اور اصطلاحی معنی جان سکیں۔

2۔ علم تجوید کا موضوع اور اس کی اہمیت جان سکیں۔

3۔ علم تجوید کے ارکان اور اس کے فوائد سے واقف ہو سکیں۔

4۔ علم تجوید کی غرض وغایت اور فضیلت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

1۔ مبادیات علم تجوید

1.1۔ تجوید کا معنی و مفہوم

1.1.1۔ تجوید کا لغوی معنی

لغت میں تجوید کے معنی ہیں: سجانا، سنوارنا، عمدہ بنانا، خوبصورت بنانا۔

چنانچہ علامہ ابن منظورؒ لکھتے ہیں: التجوید فی اللغة التحسین أوالإتیان بالجید، تقول: جاد الشیءُ جودة أي صار جیداً أجدتُّ الشیءَ فجاد .(لسان العرب، ج ۲، ص ۴۱۱)

ترجمہ: تجوید کے معنی لغت میں خوبصورت یا اچھا کام کرنے کے آتے ہیں آپ کہتے ہیں چیز خوبصورت بن گئی، میں نے چیز خوبصورت بنائی پس وہ خوبصورت بن گئی۔

علامہ ابن الجزریؒ فرماتے ہیں: التجوید مصدر من جوّد یجوّد تجویداً والاسم منه الجودة ضد الرداءة ، وهو فی اللغة التحسین یقال جوّد الرجلُ الشیءَ إذا أتی به جیّداً . (النشر فی القراءات العشر، ج ۲، ص ۲۱۲)

ترجمہ: تجوید جود یجود سے مصدر ہے اور اس سے اسم جودۃ آتا ہے اس کی ضد رداء ہے۔ اور یہ لفظ لغت میں خوبصورتی کے معنی میں آتا ہے۔ کہا جاتا ہے آدمی نے چیز کو خوبصورت بنا دیا۔

1.1.2۔ علم تجوید کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی معنٰی: حروف کو اپنے مخارج وصفات لازمہ اور صفات عارضہ کی رعایت کے ساتھ ادا کرنا۔

علامہ ابن الجزریؒ تجوید کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "فَالتَّجْوِيدُ هوَ حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ ، وَزِينَةُ الْقِرَاءَ ةِ ، وَهُوَ إِعْطَاءُ الْحُرُوفِ حُقُوقَهَا وَتَرْتِيبُهَا مَرَاتِبَهَا ، وَرَدُّ الْحَرْفِ إِلَى مَخْرَجِهِ وَأَصْلِهِ ، وَإِلْحَاقُهُ بِنَظِيرِهِ وَتَصْحِيحُ لَفْظِهِ وَتَلْطِيفُ النُّطْقِ بِهِ عَلَى حَالِ صِيغَتِهِ ، وَكَمَالِ هَيْئَتِهِ ؛ مِنْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا تَعَسُّفٍ وَلَا إِفْرَاطٍ وَلَا تَكَلُّفٍ ". (النشر فی القراءات العشر، ج ۲، ص ۲۱۲)

ترجمہ: تجوید، تلاوت کا زیور اور قراءت کی زینت ہے اور حروف کے حقوق اداء کرنا اور ان کے مراتب و ترتیب کا لحاظ رکھنا حروف کو ان کے مخارج اور اصل مقام سے اداء کرنا۔ مکرر ادائی میں یکسانیت ملحوظ رکھنا، لفظ کی ساخت اور ہیئت

کے اعتبار سے اس کے تلفظ کا اہتمام کرنا، اداء میں لطافت پیدا کرنا کہ نہ توحد سے تجاوز ہو جائے ،نہ بے راہ روی کی صورت پیدا ہو اور نہ افراط و تفریط اور تکلف ہو نہ اسراف نہ بے جا مشقت ہو"۔

ڈاکٹر محمد عصام مفلح القضاۃ تجوید کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو العلم الذي يبين الأحكام والقواعد التي يجب الالتزام بها عند تلاوة القرآن الكريم طبقا لما تلقاه المسلمون عن رسول الله ﷺ، وذلك بإعطاء كل حرف حقه مخرجا وصفة وحركة، من غير تكلف ولا تعسف." (الواضح في أحكام التجويد،اردن: دار النفائس للنشر والتوضیح،9)،

ترجمہ: علم تجوید وہ علم ہے جو ان احکام اور قواعد کو بیان کرتا ہے جن کو قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اس اسلوب کے مطابق اختیار کرنا ضروری ہے جو مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا۔ قواعد و احکام کے التزام کا یہ طریقہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب بغیر کسی تکلف اور مبالغے کے ہر حرف کو اس کے مخرج، صفت اور حرکت کے اعتبار سے اس کا حق دیا جائے۔

تجوید کا یہ مفہوم اس کے علم ہونے کے لحاظ سے ہے جب کہ اس علم کی عملی مشق اور اس کا اطلاق چونکہ قرآن مجید کی قراءت اور تلاوت پر ہوتا ہے اس لیے قرآن مجید کے حروف کو ان کے مخارج اور صفات کی رعایت کرتے ہوئے عمدہ اور خوبصورت انداز سے پڑھنے کا نام تجوید ہے۔ یہ اطلاقی تجوید (applied Tajvīd)ہے۔

1.2۔علم تجوید کا موضوع، مقصد اور اہمیت:

1.2.1۔علم تجوید کا موضوع: علم تجوید کا موضوع صحیح اداء کے اعتبار سے حروف قرآنیہ یعنی عربی زبان کے حروف تہجی ہیں۔ کیونکہ تجوید میں انہی حروف کی صحیح ادائیگی سے بحث کی جاتی ہے۔اردو حروف تہجی کی تعداد 37 ہے جبکہ عربی میں حروف تہجی(الف سے ی) کی تعداد انتیس(29) ہے جن کے مخارج اور صفات سے متعلق اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔

1.2.2۔علم تجوید کا مقصد:

علم تجوید کا مقصد قرآن مجید کی تلاوت میں غلط ادائیگی سے بچنا اور نازل شدہ طریقہ کے مطابق قرآن مجید کی

تلاوت کرنااور ادائیگی کو پختہ ،اور خوبصورت بنانا ہے۔

1.2.3۔علم تجوید کی اہمیت:

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اس لیے ضروری ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور ہر زبان کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں ہر زبان کو جب ہی صحیح بولنا کہا جائے گا جب وہ اہل زبان کے طریقے کے مطابق ہو اس لیے عربوں کے طریقے پر پڑھنا انتہائی ضروری ہے اگر عربوں کے لہجے کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پھر قرآن مجید کی عربیت باقی نہیں رہتی اور حروف و الفاظ کی درست ادائیگی نہ ہونے سے معانی و مطالب میں فرق آجاتا ہے جس سے اجر و ثواب ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ پس تجوید کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور اس پر عمل کرنا فرض عین ہے جیسا کہ علامہ ملا علی قاری (رحمت اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

''تجوید کا علم قرآن مجید سے تعلق ہونے کی نسبت سے اشرف ترین علوم میں سے ہے اس لیے اس کا سیکھنا فرض کفایہ اور اس پر عمل کرنا فرض عین ہے۔''

پس ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تلاوت قرآن مجید کے دوران تجوید کے تمام قواعد کا اہتمام کرے کیونکہ ہر عبادت کی مخصوص کیفیات ہوتی ہے جن کا بجالانا بہت ضروری ہوتا ہے جس سے عبادت قبول ہوتی ہے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ (آمین) ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُقْرَأَ الْقُرْاٰنُ كَمَا اُنْزِلَ"

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ قرآن کریم جس طرح نازل کیا گیا ہے اسی طرح پڑھا جائے۔

تجوید کے دو نمایاں پہلو ہیں:

(1) تجوید کا علمی پہلو

علمی پہلو سے مراد تجوید کے اصول و ضوابط کی معلومات ہیں۔ مثلاً یہ معلوم ہونا کہ کسی عربی حرف کی درست ادائیگی مخرج کیا ہے۔ یا موٹے حروف کون سے ہیں اور باریک حروف کون سے ہیں۔

(2) تجوید کا عملی پہلو

عملی پہلو سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تمام حروف و کلمات کی صحیح ادائیگی کی عملی مشق کرنا یا بالفاظ دیگر

قرآن مجید کی تلاوت بالکل صحیح تلفظ کے ساتھ کرنے کی مشق کرنااور عملی مہارت حاصل کرنا۔اوراصل مقصود یہ ہی ہے ۔یعنی صرف تجوید کی معلومات حاصل ہو جاناکافی نہیں، بلکہ عملی قدرت وصلاحیت حاصل ہوناضروری ہے۔

1.3۔علم تجوید کے ارکان، حکم وفوائد

1.3.1۔تجوید کے ارکان: تجوید کے معروف چار ارکان ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔مخارج حروف: حروف کی پہچان اوراس کے نکلنے کی جگہ کا جاننااوراس کی صحیح ادائیگی

2۔صفات حروف: حروف کونرم اور سخت پڑھنے کی پہچان کرنااوراس کے احکامات کو جاننا

3۔تجوید کے قواعد کی پہچان: تجوید کے تمام قواعد (صفات، وقف، مد،قلقلہ وغیرہ) سے واقفیت حاصل کرنا

4۔عملی مشق وریاضت: زبان کو حروف کی مکمل صحیح ادائیگی کا عادی بنانا اور بار بار مشق کرنا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ حروف کی صحیح ادائیگی میں مکمل مہارت کسی تجربہ کاراستاد سے روبرو سیکھی جائے۔

1.3.2۔علم تجوید کا حکم:

علم تجوید کا سیکھنا بہت ضروری ہے۔قرآن مجید کااس قدر صحیح پڑھنا کہ شرعا نماز درست ہو جائے ہر مسلمان مرد عورت عاقل بالغ پر فرض ہے۔اوراس فن تجوید میں کمال حاصل کرنافرض کفایہ ہے چونکہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے یعنی "**منزل من الله**" (اللہ تعالی کی طرف سے نازل کیاہوا ہے)اور قرانی الفاظ کے نزول و کیفیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس زبان میں یہ نازل ہوا ہے اسی زبان میں اسے پڑھا جائے۔ قران کریم اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے لوح محفوظ پراور پھر لوح محفوظ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے جناب آقا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ترتیل اور تجوید کے ساتھ نازل ہوا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثار اور دین کی پہلی جماعت صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین) کو پہنچایا۔مزید یہ قرآن مجید تابعین و تبع تابعین (رحمہم اللہ) کے ذریعے ہم تک ترتیل اور تجوید کے ساتھ تواتر پہنچاہے۔لہذا قرآن مجید کا یہ حق ہے کہ صحیح تجوید کے ساتھ سیکھنا چاہیے اوراس کے حروف کو صحیح طور پر پڑھنا چاہیے۔

1.3.3۔ علم تجوید کا فائدہ اور ثمرہ:

چونکہ قرآن مجید اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ ہے اور قرآن مجید کو اللہ کا کلام بھی کہا گیا ہے۔ جب ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں تو اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اس لیے اس کے حروف کو صحیح مخارج اور درستگی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اس سے اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی رضا سے نہ صرف اس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی نامہ اعمال میں نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور دارین کی سعادت (خوش بختی) ملتی ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ایک ایک حرف پر نیکیوں کے اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

1.4۔ علمِ تجوید کی غرض وغایت اور فضیلت:

1.4.1۔ تجوید کی غرض وغایت: ہر علم کے حصول کی کوئی نہ کوئی غرض وغایت ہوتی ہے ورنہ اس کا حصول بے سود اور وقت کا ضیاع قرار پاتا ہے۔ علم تجوید کی غرض وغایت یہ ہے کہ قرآن مجید کو اس کے نازل کردہ عربی حروف والفاظ کے درست لب ولہجے میں پڑھا جائے اور اس کے پڑھنے میں کسی قسم کی غلطی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

یعنی مخارج حروف، صفات حروف اور تمام قواعد کی رعایت کر کے دونوں قسم کی غلطیوں (لحن جلی ولحن خفی) سے بچ کر قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ قرآن مجید کی صحت کا دارومدار انہی قواعد اور مخارج پر ہے اس لیے ان مخارج و صفات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے تاکہ دوران تلاوت کسی قسم کی غلطی نہ ہو۔

1.4.2۔ تجوید کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (سورۃالمزمل، ۷۳:۴)

ترجمہ: اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں علماء نے فرمایا کہ تجوید کا علم حاصل کرنا مسلمانوں کے لیے فرض کفایہ ہے یعنی کچھ لوگ کے لیے یہ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ جبکہ تجوید کے قواعد کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرنا ہر مسلمان

کے لیے فرض عین ہے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں بھی ارشاد ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مَن لَّمۡ يَتَغَنَّ بِالۡقُرۡآنِ فَلَيۡسَ مِنَّا" (سنن ابی داؤد و صحیح بخاری)

(جس نے قرآن مجید کو اچھی آواز سے مزین کر کے نہ پڑھا وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔)

اس حدیث کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص قرآن سے بے نیاز ہو کر کہیں اور سے ہدایت حاصل کرتا ہے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ اسی طرح "تغنی" کا معنی تحزن اور ایک مقام پر مشغول ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ ان سب معانی کو جمع کر کے کر حدیث کا مفہوم علمائے حدیث نے یہ بیان کیا کہ قرآن مجید کا قاری قرآن مجید کے ساتھ اپنے آواز کو مزین کر کے بلند آواز سے ترنم کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ اس سے رقت اور خشوع پیدا ہو اور قرآن مجید کے علاوہ کسی اور جگہ سے ہدایت کے حصول میں بے نیاز رہے اور اسی کے ذریعے دل اور ہاتھ یعنی معیشت کی بے نیازی کا طالب رہے۔ (واللہ اعلم)

پس آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ اس امر پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر یعنی تجوید کے قواعد کی رعایت کرتے ہوئے پڑھنا لازمی ہے۔ اور دوسرا یہ قرآن مجید کا قاری اپنی آواز کو قرآن مجید کے ساتھ حتی الوسع مزین کر کے ترتیل سے پڑھے۔ اور ترتیل سے قرآن مجید پڑھنے کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت ان غلطیوں سے اجتناب کیا جائے جن سے قرآن مجید کے معانی میں فرق آئے یا قرآن مجید کے پڑھنے کے قواعد و آداب میں غفلت برتی جائے۔ علماء نے قرآن مجید کو پڑھنے میں دو طرح کی اخطاء کی نشاندہی کی ہے:

(الف)۔ لحن جلی

لحن جلی قرآن مجید کے پڑھنے میں واضح غلطی کو کہا جاتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ حرف میں غلطی: حرف کو حرف سے بدلنا جیسے: الصِّرَاطَ کو السِّرَاطِ پڑھنا۔ کسی حرف کو قرآنی لفظ کو پڑھتے

ہوئے کسی حرف کو بڑھادینا: جیسے: لَمۡ یَلِدۡ کو لَمۡ یَالِدۡ پڑھنا۔ کسی حرف کو کم کر دینا۔ جیسے: یُوۡلَدۡ کو یُلَدۡ پڑھنا۔

۲۔ تلاوت کے دوران کسی قرآنی کلمہ کی حرکت کو بدل دینا جیسے: اَنۡعَمۡتَ کو اَنۡعَمۡتُ پڑھنا۔

۳۔ علامت (تشدید وغیرہ) کو بدل دینا کہ جس سے معنی میں تبدیلی واقع ہو جیسے: اِیَّاکَ کو اِیَاکَ پڑھنا۔

قرآن مجید کو پڑھنے میں اس طرح کی غلطی سے معانی قرآن میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اس لیے لحنِ جلی سے بچنا ضروری ہے۔

(ب)۔ لحنِ خفی

لحنِ خفی سے مراد قرآن مجید کو پڑھنے میں ایسی خطا جو واضح نہ ہو اور اس کی بناپر قراءت کی خوبصورتی میں کمی واقع ہوتی ہے۔ جیسے غنہ اور مد کو صحیح طور پر ادانہ کرنا یا بالکل ہی ادانہ کرنا۔ اخفاء، ادغام کا خیال نہ رکھنا۔ حروف کی صفاتِ عارضہ میں غلطی بھی لحنِ خفی میں شمار ہوتی ہے۔ اس طرح کی غلطی سے بچنا چاہیے تاکہ قرآن مجید کی تلاوت کو خوبصورت بنایا جاسکے جو کہ روایات کے مطابق مطلوب ہے۔

خود آزمائی

1۔ تجوید کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیجیے۔

2۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تجوید کی اہمیت تحریر کیجیے۔

3۔ علم تجوید کا موضوع اور اس کی اہمیت بیان کیجئے۔

4۔ علم تجوید کی غرض وغایت اور مقصد تحریر کیجئے۔

5۔ لحن جلی اور لحنِ خفی سے کیا مراد ہے؟

6۔ تجوید کے ارکان اور اس کا فائدہ تحریر کیجئے۔

7۔ تجوید کے ارکان کی وضاحت کیجئے۔

یونٹ نمبر 2

حروف تہجی اور مخارج حروف

تحریر: ڈاکٹر حافظ عبدالرشید تھانوی
نظر ثانی: ڈاکٹر محمد طیب خان

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	21
	یونٹ کے مقاصد	21
	یونٹ نمبر2: حروف تہجی اور مخارج حروف	**22**
2.1۔	حروف تہجی : تعارف اور ادائیگی	22
2.2۔	مخارج حروف : مفہوم اور اقسام	25
2.3۔	حروف تہجی باعتبار مخارج	28
	خود آزمائی	30

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات ! اس یونٹ میں آپ حروف تہجی اور مخارج حروف سے متعلق مباحث کا مطالعہ کریں گے۔ جس میں حروف تہجی کا تعارف اور اس کی ادائیگی کا طریقہ کار، مخارج حروف کا مفہوم اور اس کی اقسام اور مخارج کے اعتبار سے حروف تہجی کی پہچان کو زیر بحث لایا گیا ہے:

یونٹ کے مقاصد

عزیز طلبہ وطالبات ! اس یونٹ کے درسی مواد کے مطالعہ کے بعد آپ میں ان شاءاللہ یہ اہلیت پیدا ہو جائے گی کہ آپ

1۔ حروف تہجی کا تعارف جان سکیں۔

2۔ حروف تہجی کی ادائیگی کا طریقہ پہچان سکیں۔

3۔ مخارج حروف کا مفہوم معلوم کر سکیں

4۔ مخارج کی اہمیت سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

5۔ مخارج حروف کی ادائیگی سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

6۔ مخارجِ حروف کی اقسام اور تعداد سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

2۔حروف تہجی و مخارج حروف

2.1۔حروف تہجی کا تعارف:

ہر زبان کی بنیاد کچھ حروف ہوتے ہیں جو مخصوص آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں انہیں حروف تہجی کہا جاتا ہے۔اردو حروف تہجی کی تعداد 37 ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

ا	ب	پ	ت	ٹ	ث	ج	چ	ح	خ	د
ڈ	ذ	ر	ڑ	ز	ژ	س	ش	ص	ض	ط
ظ	ع	غ	ف	ق	ك	گ	ل	م	ن	و
	ہ	ء	ی	ے۔						

ان 37 حروف میں سے آٹھ (8) زیر خط حروف عربی زبان میں شامل نہیں ہیں اس طرح عربی حروف تہجی کی تعداد 29 بنتی ہے۔ مگر ثونکہ الف(ا) اور ھمزہ(ء) کو عام طور پر ایک ہی حرف سمجھا جاتا ہے اس لیے عربی حروف تہجی کی تعداد کو 28 کہنا بھی درست ہے۔ بعض حروف تہجی کی اردو اور عربی ادائیگی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جن حروف کو پڑھتے ہوئے ہم ان کے آخر میں ''ے'' کی آواز نکالتے ہیں، عرب ان کے آخر میں ''الف'' کی آواز نکالتے ہیں جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

حروف تہجی	اردو ادائیگی	عربی ادائیگی
ب	بے	با
ت	تے	تا
ث	ثے	ثا
ح	حے	حا
خ	خے	خا
ر	رے	را
ز	زے	زا

ط	طے	طا
ظ	ظے	ظا
ف	فے	فا
ہ	ھے	ھا
ی	ے	یا

مذکورہ بالا بارہ(12) حروف کے علاوہ باقی حروف تہجی کی اردو اور عربی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں۔اور وہ تمام حروف عربی میں بھی اسی طرح ادا کیے جاتے ہیں جیسے اردو میں۔ (ماخوذ از فہم القرآن(محمد اور نگزیب ہرل))

2.1.1۔حرف کی لغوی تعریف:

لغت میں حرف طرف اور کنارہ کو کہتے ہیں اور مناسب یہ ہے کہ جس حرف کا ہم لفظ کرتے ہیں وہ حرف کے شروع میں ہوتا ہے۔

2.1.2۔حرف کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں حرف کی تعریف یہ ہے کہ پھیپڑوں سے جو ہوا خارج ہوتی ہے گلے کے اندر باریک قسم کے دھاگے اور تار ہوتے ہیں جب اس ہوا کا ان سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو ان سے آواز پیدا ہوتی ہے اور پھر اس آواز کو جہاں لگایا جائے وہاں سے حرف پیدا ہوتا ہے۔

عربی زبان کے حروف تہجی کی تعداد کل 29 ہے جن کی ہجائی ترتیب حسبِ ذیل ہے:

ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ	ر	ز	س	ش	ص	ض
ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ك	ل	م	ن	و	ہ	ء	ی	

اور مخارج کے اعتبار سے عربی حروف کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

ا	ء	ہ	ع	ح	غ	خ	ق	ك	ج	ش	ی	ض	ل	ن
ر	ط	د	ت	ظ	ذ	ث	ص	ز	س	ف	و	ب	م	

عربی حرکات وعلامات:

زبر ـَ	زیر ـِ	پیش ـُ	جزم ـْ	شدّ ـّ
تنوین دوزبر ـً	تنوین دوزیر ـٍ	تنوین دوپیش ـٌ		
کھڑی زبر ـٰ	کھڑی زیر ـٖ	اُلٹا پیش ـٗ	چھوٹی مدّ ـٓ	بڑی مدّ

اداءِ حرکات کا طریقہ:

زبر، زیر، پیش کو بغیر کھینچے اور بغیر کسی جھٹکے کے اداء کیا جاتا ہے، جیسے: بَ بِ بُ

زبر، زیر یا پیش والے حرف کو متحرک کہتے ہیں۔ حرف پر کوئی حرکت نہ بولی جائے تو وہ ساکن ہے۔ جزم کو سکون بھی کہتے ہیں جس حرف پر جزم یا سکون ہو اس کو ساکن کہتے ہیں۔ ساکن حرف پر آواز بند ہو جاتی ہے، جیسے:

اَلْحَمْدُ میں لام پر جزم یعنی سکون کی علامت ہے اور میم پر بھی جزم یعنی سکون کی علامت ہے۔

شد کی علامت جس حرف پر ہو اس پر شد کے ساتھ زبر، زیر، پیش میں سے بھی کوئی علامت ہوتی ہے، ایسے حرف کو پچھلے حرف کے ساتھ ملا کر اداء کیا جاتا ہے، اس طرح اس حرف کی ادائیگی دو حرفوں کے برابر ہوتی ہے پہلے ساکن پھر وہی حرف متحرک، جیسے: اِنَّ کی ادائیگی میں نون کی آواز شد کی وجہ سے دوگنی سنائی دے گی۔

تنوین یعنی دوزبر، دوزیر، دوپیش سے حرف کے بعد نون ساکن کی آواز بنتی ہے، جیسے: بً=بَن ،

بٍ=بِن بٌ=بُن کی ادائیگی میں ب کی آواز کے بعد نون ساکن کی آواز آئے گی۔

کھڑی حرکات کو لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے۔ کھڑی زبر کو ایک الف کے برابر، کھڑی زیر یاء کے برابر، الٹا پیش کو واؤ کے برابر لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے۔

جبکہ علامتِ مد کا مطلب ہے کہ جس حرف پر یہ علامت ہو اس کو ایک الف سے بھی زائد اپنے اصول کے مطابق لمبا کر کے پڑھا جائے گا۔

الف اور ہمزہ میں فرق:

الف اور ہمزہ دو الگ الگ حرف ہیں، الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے، نرمی سے کھینچ کر اداء ہوتا ہے، ہمزہ جھٹکے سے اداء ہوتا ہے۔ اگرچہ لکھنے میں ہمزہ کو بھی الف کی شکل میں لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسے: **اَلْحَمْدُ** کے شروع میں ہمزہ ہے، جو الف کی شکل

میں لکھا ہوا ہے اور اس پر زبر کی حرکت لکھی ہوئی ہے۔ جو ہمزہ الف کی شکل میں لکھا ہوا ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اس پر زبر، زیر، پیش یا جزم کی علامت ہو گی۔ اور جس پر کوئی حرکت نہ پڑھی جائے بلکہ ساکن بے جھٹکے پڑھا جائے وہ الف ہے۔ دوسری پہچان یہ ہے الف کبھی بھی کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتا، بلکہ درمیان میں آخر میں آتا ہے، جیسے : صِرَاطَ میں راء کے بعد الف ہے۔

2.2۔ مخارج حروف: مفہوم اور اقسام

2.2.1۔ مخارج کا مفہوم اور مقامات

مخارج، مخرج کی جمع ہے۔ مخرج اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے حرف نکلے۔ علماء تجوید نے 29 حروف تہجی کے لئے جو مخارج بیان کئے ہیں ان کی تعداد 17 ہے جنہیں مندرجہ ذیل پانچ مقامات سے ادا کیا جاتا ہے۔

(1) جوف دہن (2) حلق (3) زبان (4) ہونٹ (5) ناک۔

2.2.2۔ مخارجِ حروف کی اہمیت

قرآن مجید عربی زبان میں نازل کیا گیا اور اس مقدس کتاب کے الفاظ و حروف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ اس لیے قرآن مجید کو انہی حروف والفاظ کے ساتھ پڑھنا اور تلاوت کرنا قرآن مجید کی حفاظت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس لیے عربی زبان کے حروف کو ان کے درست مخارج سے ادا کرنا انتہائی اہمیت وفضیلت کا حامل ہے۔ اگر مخارجِ حروف کا خیال نہ رکھا جائے تو بسا اوقات الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے قرآن مجید کی درست تلاوت اور اسے درست پڑھنے کے لیے مخارجِ حروف کو سیکھنا لازم ہے۔

2.2.3۔ مخارج کی اقسام۔

مخارج کی معروف دو اقسام ہیں۔

1۔ مخرج محقق۔ وہ معین حصہ جو حلق، زبان یا ہونٹوں میں سے ہو اسے مخرج محقق کہتے ہیں۔

2۔ مخرج مقدر۔ وہ حصہ جو حلق زبان یا ہونٹوں میں سے نہ ہو جیسے جوف، یا بالکل حصوں میں سے نہ ہو جیسے خیشوم

2.2.4۔ مخارج حروف: تعداد اور اطلاق

منہ کے مذکورہ بالا پانچ حصوں میں سے ہر ایک حصے سے متعدد حرف نکلتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل

ہے:

(1)۔جوف دہن

ا۔جوف دہن: اس سے مراد منہ کا خالی حصہ ہے۔اس حصے سے صرف تین حروف (الف، واؤ اور ی) ادا ہوتے ہیں بشرطیکہ یہ ساکن ہوں جیسے: **جَوَادٌ-غَفُورٌ- کَرِیمٌ**۔

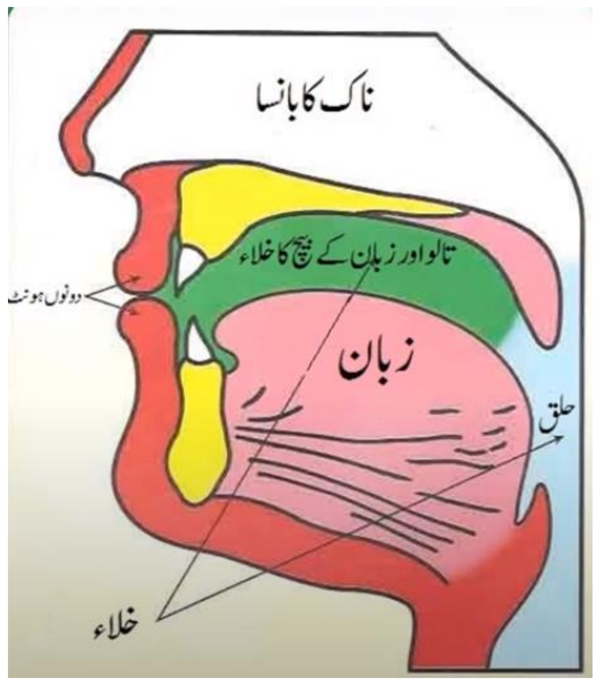

الف، واؤ، یاء:

(2)۔حلق

حلق کے تین حصّے ہیں:

۲۔ابتدائی حصہ جو منہ کے قریب ہے اس کو ادنٰی حلق بھی کہتے ہیں اس سے غ۔خ ادا ہوتا ہے۔

۳۔گلے کا درمیانی حصہ کو وسط حلق بھی کہتے ہیں اس سے "ع" اور "ح" ادا ہوتا ہے۔

۴۔آخری حصہ جو سینے کے قریب ہے اس کو اقصی حلق بھی کہتے ہیں۔اس سے ہمزہ(ء) اور ہاء(ہ) ادا ہوتا ہے۔

چونکہ یہ حروف حلق سے ادا ہوتے ہیں اس لیے ان حروف کو حروفِ حلقی(Throat Letters) کہا جاتا ہے۔

تصویر دیکھیں:

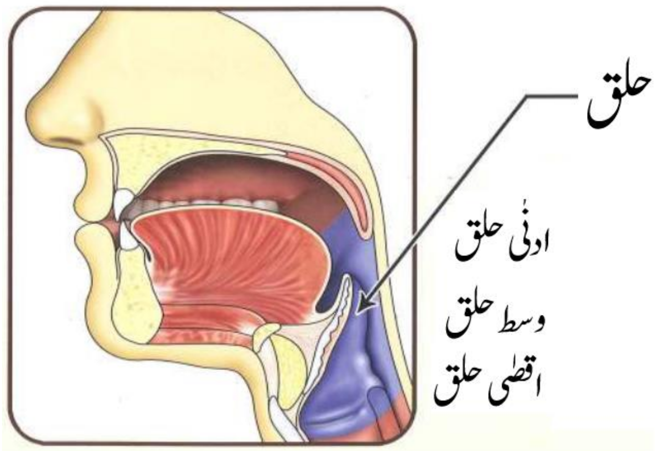

زبان۔ ہونٹ اور ناک

(3)۔زبان

حروف کی ادائیگی کے لحاظ سے اس کے دس حصے ہیں۔

۵۔زبان کا آخری حصے اور اس کے مقابل تالو کا نرم حصہ۔اس سے ''قاف'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۶۔''قاف'' کے مخرج سے ذرا آگے اور اس کے مقابل تالو کا سخت حصہ،اس حصے سے ''کاف'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۷۔زبان،اور تالو کا درمیانی حصہ،ان سے ''جیم''''شین''اور ''ی'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۸۔زبان کا کنارہ اور اس کے مقابل داہنی یا بائیں جانب کے داڑھیں ان کے ملانے سے ''ضاد'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ ضاد عربی زبان کا منفرد حرف ہے۔اسی لیے عربی زبان کو ''لغۃ الضاد''(ضاد کی زبان) بھی کہا جاتا ہے۔

۹۔نوک زبان اور تالو کا ابتدائی حصے کو ملانے سے ''لام'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۔زبان کی نوک کو ''لام'' کے مخرج سے تھوڑا نیچے کے ساتھ ملانے سے ''ن'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۱۱۔نوک زبان کے نچلے حصہ اور تالو کے ابتدائی حصے کو ملانے سے ''ر'' ادا ہوتی ہے۔

۱۲۔زبان کی نوک اور اوپر والے اگلے دونوں دانتوں کی جڑ سے ''ط''''دال''اور ''ت'' ادا ہوتی ہے۔(اس میں زبان کو

اوپر کی جانب اٹھاتے ہوئے تینوں مذکورہ حروف تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں)۔

۱۳۔زبان کی نوک اور نیچے اور اوپر کے اگلے چار دانتوں کے کناروں سے ''ز''''س''اور ''ص'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۱۴۔زبان کی نوک کو اوپر والے اگلے دانتوں کی سطح سے ملا کر ''ث''''ذال''اور ''ظ'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

(4)۔ہونٹ

حروف کی ادائیگی کے لحاظ سے اس کے دو حصے ہیں۔

۱۵۔نچلے ہونٹوں کا اندرونی حصہ اور اوپر والے اگلے دانتوں کا کنارہ ملانے سے ''ف'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۔دونوں ہونٹوں کے درمیان کا حصہ یہاں سے ''ب''''م''''واو'' کی آواز نکلتی ہے۔ان کی ادائیگی میں فرق یہ ہے کہ ''واو'' کی آواز ہونٹوں کو ملائے بغیر گول کر کے ادا کی جاتی ہے اور ''ب''ہونٹوں کے بیرونی خشک حصے سے جب کہ ''میم''ہونٹوں کے اندرونی تر حصے سے پڑھی جاتی ہے۔

(5)۔ناک: ناک کا جو حصہ حروف کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتا ہے اسے خیشوم کہتے ہیں۔خیشوم کا مفہوم اور اس سے اداء ہونے والے حروف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۷۔خیشوم

خیشوم یعنی ناک کی ہڈی والے حصہ (جسے بانسہ کہا جاتا ہے) سے غنہ ادا ہوتا ہے۔غنہ تین صورتوں میں ہوتا ہے:

۱۔ جب نون ساکن یا تنوین کو اخفاء کے ساتھ پڑھا جائے۔اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی، حروفِ یرملون اور حرف ''ب'' کے علاوہ پندرہ حروفِ تہجی میں سے کوئی حرف ہو۔

۲۔جب نون ساکن اور تنوین کو ی،ن،م،و(مجموعہ حروف یمنو) میں ملایا جائے تو اس وقت ادغام کے ساتھ غنہ بھی ہوتا ہے۔

۳۔نون مشدد (نّ) اور میم مشدد (مّ) کی صورت میں غنہ کیا جاتا ہے۔

2.3۔حروف تہجی باعتبار مخارج:

مخارج کے اعتبار سے حروف کی ادائیگی کو سمجھنے کے لیے دیے گئے نقشے پر غور کریں تو تمام حروف اور ان کے مخارج یہ

آسانی یاد ہو جاتے ہیں۔ نقشہ میں دیے گئے دانتوں کے نام کو واضح کیا گیا ہے جن کو اگر ذہن نشین کر لیا جائے تو حروف تہجی کو ان کے مخرج سے ادا کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

2.3.1۔ داڑھوں اور دانتوں کی کل تعداد اور ان کے نام:

ڈاڑھیں اور دانت کل بتیس ہوتے ہیں جن کے کل چھ نام ہیں۔ تین دانتوں کے اور تین داڑھوں کے

دانتوں کے نام: ثنایا، رباعی، انیاب داڑھوں کے نام: ضواحک، طواحن، نواجذ

دانتوں کے ناموں کی تفصیل یہ کہ دانت کل 12 ہوتے ہیں جن میں کے نام یہ ہیں:

بالکل سامنے اوپر نیچے چار دانت ثنایا، اوپر کے دو ثنایا علیا، نیچے کے ثنایا سفلی ثنایا کے برابر والے، اوپر نیچے دونوں جانت کے چار دانت رباعی ہیں۔ رباعی کے ساتھ والے اوپر نیچے دونوں جانب نوکدار دانت انیاب ہیں۔ اور داڑھیں کل 20 ہوتی ہیں، نام صرف تین ہیں۔ اس طرح کہ انیاب کے ساتھ والی اوپر نیچے دونوں جانب چار داڑھیں ضواحک ہیں۔ ان کے ساتھ والی تین تین داڑھیں اوپر نیچے منہ کے دونوں جانب کل بارہ داڑھیں طواحن ہیں۔ طواحن کے ساتھ والی اوپر نیچے دونوں جانب بالکل آخری چار داڑھیں نواجذ ہیں۔ داڑھوں کا نام اضراس ہے۔ ضرس کی جمع۔

تصویر سمجھیں:

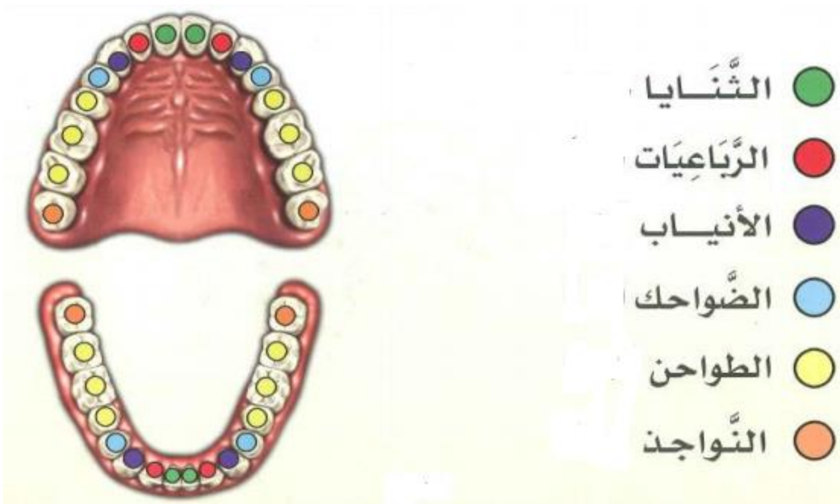

نوٹ: حرفوں کے اداء کرنے میں صرف اوپر کے داڑھ اور دانت ہی کام آتے ہیں، نیچے کے دانتوں اور داڑھوں کا حرفوں کی ادائیگی سے کوئی تعلق نہیں، ہاں سامنے والے نیچے کے دو دانت کچھ حرفوں کی ادائیگی میں کام آتے ہیں۔

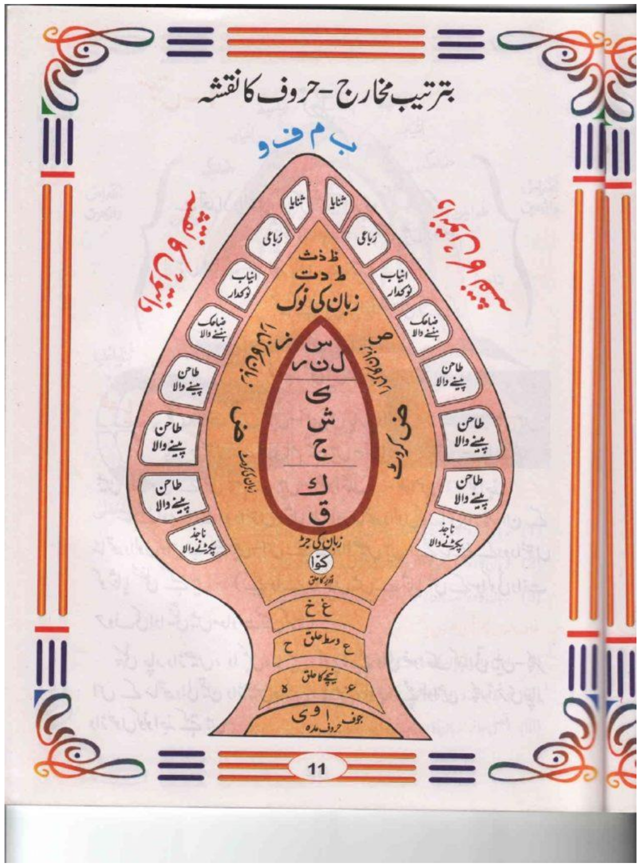

خود آزمائی

1۔ حروف تہجی سے کیا مراد ہے؟ مفہوم تحریر کیجیے۔

2۔ حرف کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کیجیے۔

3۔ عربی حرکات وعلامات کون سی ہوتی ہیں؟

4۔ ادائے حرکات کا طریقہ کیا ہے؟ وضاحت کیجئے۔

5۔ الف اور ھمزہ میں کیا فرق ہے؟

6۔ مخارج حروف کا مفہوم اور مقامات تحریر کیجئے۔

7۔ منہ کے کتنے حصے ہیں؟ ان سے نکلنے والے حروف کی وضاحت کیجئے۔

8۔ حلق کی اقسام اور ان سے ادا ہونے والے حروف لکھیے۔

یونٹ نمبر3

تعارف قرآن، فضائل اور عظمت قرآن

تحریر: ڈاکٹر حافظ عبدالرشید تھانوی
نظر ثانی: ڈاکٹر ثناءاللہ حسین

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
33	یونٹ کا تعارف	
33	یونٹ کے مقاصد	
34	**یونٹ نمبر 3: تعارف قرآن، فضائل و عظمت قرآن**	
34	قرآن مجید کا تعارف	3.1۔
37	قرآن مجید کے فضائل، عظمت قرآن	3.2۔
39	قرآن مجید کی تلاوت کے آداب و فوائد	3.3۔
44	**خود آزمائی**	

یونٹ کا تعارف

عزیز طلباء وطالبات !

اس یونٹ میں آپ قرآن مجید کا تعارف، قرآن مجید کے فضائل، قرآن مجید کی عظمت، تلاوت قرآن مجید کی فضیلت وآداب اور قرآن مجید پڑھنے کے اجر وثواب سے متعلق مطالعہ کریں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اُمید ہے کہ اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ

1۔ قرآن مجید کا تعارف جان سکیں۔

2۔ قرآن مجید کے فضائل سے واقف ہو سکیں۔

3۔ عظمت قرآن کی حقانیت کو پہچان سکیں۔

4۔ قرآن مجید کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔

5۔ تلاوت قرآن مجید کی فضیلت وآداب بیان کر سکیں۔

6۔ قرآن مجید کی تلاوت کا آخرت میں اجر وثواب کے متعلق وضاحت کر سکیں۔

7۔ قرآن مجید کی تلاوت سے انسان کو اس دنیا میں جو فائدہ ملتا ہے، اس پر تبصرہ کر سکیں۔

3۔ تعارف قرآن، فضائل قرآن اور عظمت قرآن

3.1۔ تعارف قرآن

تعارف قرآن کے تحت ہم قرآن مجید کے جن چیدہ چیدہ عنوانات کا مختصر مطالعہ کریں گے وہ درج ذیل ہیں۔

3.1.1۔ تعریف قرآن

الف۔ لغوی تعریف

لفظ ''قرآن'' قَرَأَ يَقْرَأُ ''قِرَأَةً سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی پڑھنے کے بھی ہیں اور ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملا کر جمع کرنے کے بھی ہیں۔ جب ایک حرف کا دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر تلفظ کیا جائے تو اس کو ''قراۃ''(پڑھنا) کہتے ہیں۔ قرآن ''مَقْرُوءُ'' (اسم مفعول) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب ہے وہ صحیفہ جو پڑھا جاتا ہے۔ کلام اللہ کو ''قرآن'' اسی معنی میں کہا جاتا ہے یعنی ''پڑھی ہوئی کتاب''

ب۔ اصطلاحی تعریف

قرآن مجید کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: ''یہ اللہ تعالیٰ کا وہ معجز کلام ہے جسے حضرت **محمد** ﷺ پر عربی زبان میں نازل کیا گیا، جو صحیفوں میں لکھا ہوا ہے، جو ہم تک تواتر سے پہنچا ہے۔ اس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی ابتداء سورۃ الفاتحہ سے ہوتی ہے اور اس کا اختتام سورۃ الناس پر ہوتا ہے''

3.1.2۔ اسماء القرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ہی میں اس کے پانچ نام ذکر فرمائے ہیں: القرآن، الفرقان، الکتاب، الذکر اور التنزیل۔ ذیل میں ہر ایک نام کی مختصر تشریح کی جاتی ہے:

الف۔ القرآن: قرآن مجید کو ''القرآن'' اس لیے کہتے ہیں کیونکہ

یہ آیات اور سورتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں انبیاء سابقین پر نازل شدہ کتب وصحف کی تعلیمات کا عطر اور خلاصہ جمع کر دیا گیا ہے۔ اس میں قصص و واقعات، اہم سابقہ حالات و حوادث، اوامر و نواہی اور وعد و وعید وغیرہ کو مناسب انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ یہ علوم و معارف کا عمدہ ترین مجموعہ ہے۔

قرآن مجید میں لفظ ''القرآن'' اکسٹھ یا چھیاسٹھ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً: ﴿قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾۔

(ق ! بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے)۔﴿اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾۔(رحمٰن نے۔قرآن سکھایا)۔

ب۔الفرقان: قرآن مجید کو ''الفرقان'' کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ اس میں حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ج۔الکتاب: قرآن مجید کو ''الکتاب'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مکتوب ہے اور اسے باقاعدہ ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

د۔الذکر: ذکر کے معنی نصیحت کے ہیں۔قرآن مجید کو اس نام سے اس لیے پکارا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پند و نصائح سے نوازا ہے، حدود و فرائض پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے اور اسرار و حکم کی پردہ کشائی فرمائی ہے۔

ر۔التنزیل: قرآن مجید کا ایک نام ''التنزیل'' بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾۔ (یہ سب جہانوں کے رب کا نازل کردہ ہے)۔

ان پانچ ناموں کے علاوہ قرآن مجید کے بہت سے صفاتی نام بھی ہیں جو خود اس میں مذکور ہیں۔بعض کے نزدیک یہ پچاس کے قریب ہیں اور بعض کے نزدیک ننانوے کے قریب ہیں۔ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ المبارك (الانعام ۶:۹۲)۔ ۲۔ اَلْحَكِيمِ (یٰسٓ ۳۶:۲)۔

۳۔ اَلْمُبِين (یوسف ۱۲:۱)۔ ۴۔ عَرَبِيًّا (یوسف ۱۲:۲)۔

۵۔ شِفَآءٌ (بنی اسرآئیل ۱۷:۸۲)۔

3.1.3۔موضوع قرآن

قرآن مجید کا موضوع انسان ہے۔قرآن کے بالکل آغاز ہی میں تین قسم کے انسان بیان ہوئے ہیں:

(الف) ایک وہ جو قرآن مجید سے صحیح طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

(ب) دوسرے وہ لوگ جو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث یا اپنے تعصب کی بنیاد پر یا تکبر یا حسد کی وجہ سے کفر پر اڑ گئے ہیں اور اب گویا انہوں نے قرآن کریم کی ہدایت سے اپنے آپ کو یکسر محروم کر لیا ہے۔

(ج) تیسرے وہ لوگ جنہیں منافقین کہتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں روگ ہوتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے: ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾۔(ان کے دلوں میں مرض (روگ) ہے)۔یہ مرض (روگ) انہیں ایمان کی طرف یکسو نہیں ہونے دیتا۔

اس کے بعد قرآن مجید انسان کو اپنی دعوت پیش کرتا ہے جس کا اصل اصول توحید ہے اور توحید کا خلاصہ ولب لباب یہ ہے کہ : ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾۔(جو لوگ ایماندار ہیں وہ محبت میں غرق ہیں)۔یعنی انسان دنیا کی ہر چیز سے ،مال و منال،اہل و عیال حتیٰ کہ اپنی جان سے اللہ کا عزیز تر اور محبوب تر ہو جاتا ہے۔اور وہ حقیقی مومن جو اللہ کے ولی بن جاتے ہیں ان کی کیفیت کیا ہے؟ ارشاد الٰہی ہے :﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾۔(خبر دار اللہ کے دوستوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم)۔ایسے ہی لوگوں کو قرآن بشارت دیتا ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ ۔ (ان کے لیے بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی)۔اسی قرآن مجید، جس کا موضوع انسان ہے، کو سمجھانے اور اس پر عمل کرانے کے لیے حضور اکرم ﷺ کو بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے ۲۳ سالہ دورِ رسالت میں قرآن کے ایک ایک حرف کی عملی اور قولی تفسیر بیان فرمادی، یہاں تک کہ قرآن کو دیکھ کر آپ ﷺ پہچانے گئے اور آپ ﷺ کو دیکھ کر قرآن پہچانا گیا([1])۔ مختصر یہ کہ انسان کی زندگی کے تمام مراحل (پیدائش تا موت) کے بارے میں قرآن واضح رہنمائی کرتا ہے۔(اختصار کے سبب یہاں تذکرہ ممکن نہیں)

3.1.4۔ معلومات قرآن:

اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت کے لیے انبیا کرام کو الہامی کتب و صحیفے دے کر مبعوث کیا۔ چار مشہور آسمانی کتب میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید وہ واحد آخری آسمانی کتاب ہے جو اب تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ بحیثیت مسلمان قرآن کے بارے میں معلومات کا علم ہونا ضروری ہے۔ قرآن کے بارے میں چند بنیادی معلومات درج ذیل ہیں۔

قرآن مجید کا عرصہ نزول۔(مکی دور 13 سال، مدنی دور 10 سال۔ کل عرصہ نزول تقریبا 23 سال)
(پہلی وحی۔ سورۃ العلق کی ابتدائی 5 آیات، مکہ کے معروف غار حرا میں) (قرآن مجید کی کل پارے۔ 30 پارے)
(کل منازل۔7) (کل رکوع۔540) (کل آیات۔6232) (کل سجدہ تلاوت۔ 14 سجدے) (کل سورتیں۔114) (مکی سورتیں۔86) (مدنی سورتیں۔

(28

(سب سے بڑی سورت۔ سورۃ البقرۃ (286 آیات)) (سب سے چھوٹی سورت۔ سورۃ الکوثر (3 آیات))

(حجم کے لحاظ سے بڑی آیت۔آیت مداینت) (قرآن کی پہلی سورت۔ سورۃ الفاتحہ)

(قرآن کی آخری سورت۔ سورۃ الناس) (قرآن کی آخری نازل ہونے والی سورت۔ سورۃ النصر)

(بسم اللہ کے بغیر سورۃ۔ سورۃ توبہ) (قرآن مجید کا نصف۔ پندرھویں پارے میں "**ولیتلطف**" پر)

(قرآن میں کتنے انبیا کے نام۔26) (کس سورت میں دو مرتبہ بسم اللہ۔ سورۃ النمل)

(معوذ تین سورتیں۔ سورۃ الفلق و سورۃ الناس) (قرآن کا دل۔ سورۃ یسین) (عروس القرآن۔ سورۃ الرحمن) (سورۃ التوحید۔ سورۃ الاخلاص) وغیرہ

3.2۔ فضائل قرآن و عظمت قرآن

3.2.1۔ فضائل قرآن

قرآن مجید ایک ایسا نور ہے جس کے ذریعہ راہِ نجات تلاش کی جاسکتی ہے، اس میں شفاء ہے، اس سے روحانی وجسمانی امراض سے نجات ملتی ہے، اس کے عجائب و غرائب کی کوئی انتہاء نہیں ہے، نہ اس کے فوائد کی کوئی حد ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے اولین و آخرین، جن وانس کو ہدایت کی راہ دکھلائی، جن لوگوں نے اس سے اعراض کیا اور اس سے لو لگائے بغیر راہ رو بنے وہ راہ یاب نہ ہو سکے، انہیں منزل نہ ملی، اور جنہوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا وہی راہ یاب ہوئے، جنہوں نے اس کے مطابق عمل کیا وہ دین ودنیا کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ یہ خصوصیات اس لئے بھی ہیں کہ یہ کتاب محفوظ کتاب ہے، اس کی حفاظت کے مختلف ذرائع ہیں، ایک ذریعہ تلاوت کی کثرت بھی ہے۔ قرآن کریم عام کتابوں سے منفرد و ممتاز ہے، اس لئے اس کی تلاوت کے کچھ ظاہری و باطنی حقوق و آداب بھی ہیں، جن کو مد نظر رکھنا لازمی ہے۔

3.2.2۔ عظمت قرآن

اللہ تعالیٰ کا قُرآنِ کریم کو پہلے لوحِ محفوظ سے بیتُ العزّۃ کی طرف نازل فرمانا اور پھر جبرائیل امینؑ کے ذریعہ

رسولِ کریم پر اُتارنا، قُرآنِ کریم کی عظمت و برتری کی وجہ سے ہے تاکہ آسمانوں میں رہنے والے فرشتے جان لیں کہ اللہ کا یہ کلام خاتم الانبیاء اور افضل المرسلین ﷺ پر نازل کیا جارہا ہے۔ اور زمین پر بسنے والی مخلوق: جن وانس بھی عظمتِ قُرآن کا مشاہدہ کرلے۔ کیونکہ کوئی اہم اور ضروری چیز ہی بار بار مختلف دستاویزوں اور دفاتر میں منتقل کی جاتی ہے۔ اور متعدّد دفاتر میں اُس کو سر بمُہر کرنے کے بعد جاری کیا جاتا ہے۔ شاہی فرامین میں جو اہم ترین فرمان ہوتے ہیں، اُن کا نفاذ بیک وقت اچانک نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسی طرح بتدریج اور متعدّد دفتروں میں اُس کو بھیجنے اور سر بمُہر کرنے کے بعد جاری کیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ایک ایسی کتاب ہے:

۱۔ جس نے ناپاکوں کو پاک بنایا، ذلیلوں کو عزت والا بنایا اور غلاموں کو تختِ شہنشاہی پر بٹھایا۔

۲۔ جس نے لڑتوں کو صلح کا پیغام پہنچایا اور دشمنوں کو بھائی بھائی بنایا۔

۳۔ جس نے گمراہوں کو راہِ ہدایت دکھائی، کفار اور مشرکین کے سینوں کو اسلام اور ایمان کی دولت سے مالامال کردیا۔

۴۔ جدھر اس قرآن کی کریمانہ نظر ہوئی کرم اور رحم کے سمندر رواں ہو گئے۔

۵۔ یہ قرآن سراپا کرم اور رحمت کا مجسمہ ہے۔

۶۔ اس قرآن کے اندر عقلمندی اور دانائی کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ یہ حکمت کا بے نظیر سرچشمہ ہے۔

۷۔ یہ قرآن ایک ایسا نور ہے کہ جس کی جگمگاہٹ سے سارا عالم تابناک اور روشن ہے اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

۸۔ یہ قرآن فرقان ہے۔ اس کا یہ خاصا ہے کہ وہ حق کو باطل سے جدا کرتا ہے اور دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کر کے دکھاتا ہے۔ اس پر عمل کرنے والا باطل اور لغویات میں کبھی نہیں پڑ سکتا۔ یہ سارے عالم کو برائیوں سے ڈراتا رہتا ہے۔

۹۔ اس قرآن کے اندر مومنین کے لیے شفاء اور رحمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

۱۰۔ یہ قرآن روح ہے اور اس کا یہ ادنی سا کرشمہ ہے کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی متاثر کن بلاغت و فصاحت سے ایسا موہ لیتا ہے کہ سننے والا اور سمجھنے والا بس اسی کا متوالا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ دنیا میں بے شمار کتابوں اور کروڑہا صحیفوں میں سے یہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں ذرہ برابر کسی حیثیت سے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

۱۲۔ یہی وہ کتاب ہے جس کی بنیاد حکمت اور بصیرت پر رکھی گئی ہے اور ایسی حکمت و بصیرت کہ جس کے بعد کسی

حکمت اور بصیرت کا کوئی درجہ ہی نہیں، کیونکہ یہ بصیرت دنیا والوں کی طرف سے نہیں ہے بلکہ رب البصائر اور خالق حکیم کی طرف سے ہے:

۱۳۔ اس قرآن مجید کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کو نار جہنم سے ڈراتی ہے اور اہل ایمان اور ارباب ایقان کو جنت اور اس کی بہترین نعمتوں کی خوشخبری دیتی ہے۔

۱۴۔ یہی قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کے اندر سارے جہانوں کی کوئی ادنی سے ادنی چیز ایسی نہیں بچی ہے جس کا ذکر نہ ہو اور کوئی بڑی سے بڑی چیز ایسی نہیں بچی جس کا ذکر نہ ہو، اور کوئی بڑی سے بڑی چیز ایسی نہیں جو مکتوب اور مسطور نہیں

۱۵۔ یہی وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

3.2.3۔ جمع وتدوین قرآن مجید

جمع قرآن کا مفہوم: جمع قرآن کے دو معنی ہیں اور دونوں کے دلائل موجود ہیں:

پہلا معنی: جمع قرآن کے پہلے معنی ہیں قرآن کو حفظ کرنا اور سینہ میں جگہ دینا۔

دوسرا معنی: جمع کے دوسرے معنی قرآن مجید کو لکھنے کے ہیں۔ پھر لکھنے کی کئی قسمیں ہیں:

مثلاً: (الف) قرآن کی آیتوں اور سورتوں کو الگ الگ لکھنا۔ (ب) ایک سورت کی آیات کو بالترتیب ایک صحیفہ میں لکھنا۔ (ج) قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کو بالترتیب مختلف صحیفوں میں لکھ کر ان کو کتابی صورت میں ایک جگہ جمع کر دینا۔ اسی طرح تدوین کا لفظ مدون سے نکلا ہے جس کا معنی ہے اکٹھا کرنا، منتشر چیزوں کو یکجا کرنا وغیرہ۔

جمع قرآن وتدوین قرآن پر تفصیلی بحث عہد رسالت، عہد صحابہ کرام، عہد تابعین و تبع تابعین اور تدوین قرآن کے طرق کی تفصیلی بحث علوم القرآن کی کتب میں موجود ہے، ان کتب کا مطالعہ کیجئے۔

3.3۔ قرآن مجید کی تلاوت کے آداب

(1) اخلاص نیت: قرآن مجید کی تعلیم اور تلاوت خالصۃً اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کی جائے۔ اور اس کام میں ریاکاری یا دکھلاوا بالکل نہ ہو۔

(2) طہارت وپاکیزگی: زبانی تلاوت کرتے وقت آدمی کا باوضو ہونا افضل ہے۔ اور اگر مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرنی ہو تو قرآن مجید کو چھونے اور ہاتھ میں پکڑنے کے لیے باوضوء ہونا ضروری ہے۔

(3) تلاوت کی ابتداء: تلاوت کی ابتداء "أعوذ بالله من الشيطن الرجيم" پڑھ کر کرنی چاہیے۔

(4) ادب واحترام: ادب واحترام کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھ کر تلاوت کرنا سب سے افضل ہے۔ البتہ کھڑے ہو کر، یا لیٹ کر تلاوت کرنا بھی جائز ہے۔ اگر بلا وضو لیٹ کر تلاوت کی جائے تب بھی ثواب ملے گا، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

ترجمہ: جو لوگ کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں"۔

البتہ افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر، قبلہ رخ ہو کر باوضو ہونے کی حالت میں تلاوت کی جائے، چار زانو ہو کر بیٹھنے اور تکیہ لگانے سے اجتناب کرے۔

(5) مقدارِ تلاوت: مقدارِ قراءت کے سلسلے میں بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آسانی کے مطابق حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

ترجمہ: تو تم قرآن میں جس قدر آسانی سے ہو سکے پڑھ لیا کرو۔

مقدار کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے بھی راہ نمائی ملتی ہے:

لا يفقه من قرأ القرآن في أقل من ثلاث

ترجمہ: جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے سمجھا نہیں۔

وجہ یہ ہے کہ اس سے کم مدت میں ختم کرنے سے تلاوت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ سات دن میں ختم قرآن کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتدل درجہ یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک ختم ہو، اس سے زیادہ یہ ہے کہ ہفتہ میں دو ختم کئے جائیں، اس طرح تقریباً تین دن میں ایک ختم ہو گا۔ اگر تلاوت کرنے والا عالم ہو اور قرآن کریم کے معانی و مضامین میں غور و فکر کرنا اس کا مشغلہ ہو تو اس کے لئے ایک مہینے میں ایک ختم قرآن بھی مناسب ہے۔ جو شخص ہفتے میں ایک مرتبہ قرآن مکمل تلاوت کرتا ہو، اُسے قرآنی سورتوں کو سات منزلوں میں تقسیم کر لینا چاہیئے، روایات سے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ جمعہ کی شب میں قرآن پاک کی تلاوت شروع کرتے اور سورۃ المائدۃ کے آخر تک تلاوت فرماتے، ہفتہ کی شب میں سورۃ الانعام

سے سورۃ ہود تک، اتوار کی شب میں سورۂ یوسف سے سورۂ مریم تک، پیر کی شب میں سورۂ طٰہٰ سے سورۂ القصص تک، منگل کی شب میں سورۃ العنکبوت سے سورۂ ص تک، بدھ کی شب میں سورۃ الزمر سے سورۃ الرحمن تک اور جمعرات کو یعنی شبِ جمعہ میں سورۃ الواقعہ سے آخر تک تلاوت فرماتے تھے۔

(6) ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنا: ترتیل کے ساتھ پڑھنا قرآن پاک کو اچھی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔ قرآن کا مقصد تدبر اور تفکر ہے، ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے تدبر میں مدد ملتی ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلىٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تلاوت کے متعلق بیان فرمایا کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک حرف کو واضح کرکے پڑھا کرتے تھے''۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ''پورا قرآن جلدی جلدی پڑھنے کے مقابلے میں میرے نزدیک یہ زیادہ بہتر ہے کہ میں صرف سورۂ بقرہ وآل عمران کی تلاوت کروں''۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ترتیل صرف تدبر کی وجہ سے مستحب نہیں ہے، بلکہ اس آدمی کے لئے بھی ترتیل مستحب ہے جو قرآن کے معانی نہ سمجھتا ہو، اس لئے کہ ٹھہر کر پڑھنے سے دل پر بھی زیادہ اثر ہوتا ہے۔

(7) تلاوت کے دوران کیفیت: تلاوت کرتے وقت انسان قرآن کریم کی وعید اور تہدید پر عذاب واحوالِ قیامت اور سابقہ قوموں کی ہلاکت کی آیات پر غور کرے اور اس دوران رونا بھی مستحب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"فإذا قرأتموه فابكوا فإن لم تبكوا فتباكوا"۔ ترجمہ: قرآن پڑھو اور روؤ، اگر نہ روسکو تو رونے کی صورت ہی بنالو۔

یعنی رونا نہ آئے تو انسان اپنے دل پر غم طاری کرلے اور یہ سوچے کہ قرآن نے مجھے کس چیز کا حکم دیا ہے اور کس چیز سے روکا ہے؟ اس کے بعد قرآنی اوامر ونواہی کی تعمیل میں اپنی کوتاہی پر نظر ڈالے، اس سے یقیناً غم پیدا ہوگا اور غم سے ہی رونے کو تحریک ملتی ہے، رجاء وامید کی آیت گذرے تو دعا مانگے اور خوف کی آیت گذرے تو پناہ مانگے۔

(8) آیات کے معانی ومضامین کا حق: دورانِ تلاوت آیات کے حقوق کی رعایت کرے، جب کسی آیتِ سجدہ سے گذرے یا کسی دوسرے سے سجدہ کی آیت سنے تو سجدہ کرے، بشرطیکہ پاکی کی حالت میں ہو، اگر زبانی تلاوت کررہا ہو اور تلاوت کرتے وقت یا سنتے وقت پاک نہ ہو تو پاک ہونے کے بعد سجدہ ادا کرلے۔

(9)خوش آوازی کے ساتھ تلاوت کرنا: اتنی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا آدابِ تلاوت میں شامل ہے کہ خود سن سکے، اس لئے کہ پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ آواز کے ذریعہ حروف ادا ہوں، اس لئے آواز ضروری ہے اور آواز کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سن سکے، جہاں تک زیادہ بلند آواز کے ساتھ تلاوت کرنے کا معاملہ ہے تو یہ محبوب بھی ہے اور مکروہ بھی، بعض روایات میں بلند آواز سے تلاوت کرنے کو سراہا گیا ہے اور بعض احادیث میں اس کو ناپسند کیا گیا ہے۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آہستہ پڑھنے میں ریاکاری و تصنع کا اندیشہ نہیں ہے، جس شخص کو ریا کا اندیشہ و خوف ہو اسے آہستہ پڑھنا چاہیے، لیکن اگر اس کا خوف نہ ہو اور دوسرے کی نماز میں یا کسی دوسرے عمل میں خلل بھی نہ پڑتا ہو تو بلند آواز میں پڑھنا افضل ہے، کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے اور جہری قراءت دل کو بیدار کرتی ہے، اس کے افکار مجتمع کرتی ہے، نیند دور کرتی ہے، پڑھنے میں زیادہ لطف آتا ہے۔ قرآن کریم کو خوبصورت آواز میں پڑھا جائے، تحسین قرأت پر پوری توجہ دی جائے، لیکن حروف اتنے نہ کھینچے جائیں کہ الفاظ بدل جائیں اور نظم قرآنی میں خلل واقع ہو، اگر یہ شرائط ملحوظ رکھی جائیں تو تحسین قرأت سنت ہے، حدیث شریف میں ہے:

زینوا القرآن بأصواتکم. ترجمہ: قرآن کو اپنی آواز سے زینت دو۔

ایک اور حدیث میں ہے: "ما أذن اللہ لشئ ما أذن للنبی أن یتغنی بالقرآن"۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی اور چیز کا اس قدر حکم نہیں دیا ہے جتنا قرآن کے ساتھ خوش آوازی کا حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کو حکم دیا ہے۔

اسی بیان پر مشتمل ایک اور روایت ہے: "لیس منا من لم یتغنّ بالقرآن"۔

ترجمہ: جو شخص خوش الحانی کے ساتھ قرآن نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔

(10)عظمتِ قرآن: کلام اللہ کی عظمت، علو شان اور اس کے مرتبہ و منزلت کا دل و جان سے اعتراف کرے اور یہ استحضار کرے کہ نزولِ قرآن بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا ایک عظیم نمونہ ہے کہ اس نے عرش بریں سے اپنا کلام اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے اتارا، ورنہ اس کتاب کے روحانی بوجھ اور تجلی کا عالم یہ ہے کہ اگر عالم مثال میں ظاہر ہو جائے تو سخت ترین پہاڑ بھی اسے برداشت نہ کر سکیں۔

(11)اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ: جب تلاوت کرنے والا تلاوت کرے تو اپنے دل میں متکلم (اللہ تعالیٰ) کی عظمت و رفعتِ شان کا استحضار ضرور کرے اور یہ یقین رکھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے، بلکہ خالق کائنات کا کلام ہے اور اس

کی تلاوت کے بہت آداب و تقاضے ہیں۔ ہر دل اس کا اہل نہیں کہ قرآن کی حکمتوں اور اس کے عظیم الشان معانی کا بار گراں برداشت کر سکے، اس لئے ضروری ہے کہ آدمی کا دل پاک اور عظمت و توقیر کے نور سے منور ہو۔ حضرت عکرمہؓ جب قرآن پاک کھولتے تو بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے "هٰذا كلام ربي، هٰذا كلام ربي"۔ "یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے"۔ کلام کی تعظیم دراصل متکلم کی تعظیم ہے اور متکلم کی تعظیم کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا، جب تک قاری اس کی صفات وافعال میں غور نہ کرے۔

(12) دل ودماغ کا حاضر ہونا: تلاوت کرتے وقت انسان کا دل حاضر ہو، دیگر خیالات، سوچ وبچار میں دل مشغول نہ ہو۔ یہ ادب دراصل پہلے ادب کا نتیجہ ہے۔ اگر دل میں کلام وصاحب کلام کی عظمت ہو گی تو یہ صفت خود بخود پیدا ہو جائے گی، کیونکہ جب کلام کی عظمت ہو گی تو اُنسیت بڑھے گی اور یہ اُنسیت اُسے غافل نہ ہونے دے گی۔

(13) غور و فکر اور تدبر: غور و فکر یہ ہے کہ انسان آیاتِ قرآنیہ میں غور و فکر کرے۔ یہ حضور قلبی سے ایک الگ ادب ہے۔ بسا اوقات دل تو پوری طرح حاضر ہوتا ہے اور پڑھنے والا ہمہ تن تلاوت میں مشغول ہوتا ہے، لیکن غور نہیں کرتا، جبکہ تلاوت کا مقصد ہی تدبر ہے، اسی وجہ سے ترتیل مسنون قرار دی گئی ہے، کیونکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے سوچنے کا موقع ملتا ہے اور غور و فکر میں آسانی ہوتی ہے۔ ہر آیت کا مفہوم اخذ کرنا یہ ہے کہ ہر آیت سے اس کے مطابق معنی ومفہوم اخذ کرے اور قوتِ فکر استعمال کرے۔ قرآن کریم مختلف مضامین پر مشتمل ہے: اس میں باری تعالیٰ کی صفات وافعال کا ذکر بھی ہے، انبیاء علیہم السلام کے حالات بھی ہیں اور ان اقوام سابقہ کے احوال بھی مذکور ہیں جنہوں نے پیغمبر کی تکذیب کی اور خدائے تعالیٰ کے اوامر ونواہی بھی ہیں اور ان ثمرات ونتائج کا ذکر بھی ہے جو اوامر ونواہی کی تعمیل پر مرتب ہوں گے۔ فہمِ قرآن سے مانع امور سے اجتناب یہ ہے کہ قاری ان تمام امور سے خالی ہو جو فہم قرآن کی راہ میں مانع ہوں۔ گناہوں کا ارتکاب، کبر و غرور، طمع ولالچ میں مبتلا ہونا، دنیا کی محبت میں گرفتار ہونا، یہ تمام امور دل کو تاریک وزنگ آلود کر دیتے ہیں۔

(14) اپنے آپ کو قرآن مجید کا مخاطب سمجھنا: قرآنی خطاب کو اپنے لئے خاص سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے ہر خطاب کو یوں سمجھے کہ یہ بات خاص طور پر مجھ سے کی جارہی ہے۔ جب کوئی آیتِ نہی یا آیتِ امر سامنے آئے تو یہ سوچے کہ مجھے ہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے ہی منع کیا گیا ہے۔ وعد و وعید کی آیات تلاوت کرے تو اُنہیں اپنے حق میں فرض کرے۔ انبیاء علیہم السلام کے قصے پڑھے تو یہ سمجھے کہ یہاں قصے مقصود نہیں، بلکہ ان سے سبق حاصل کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی آزمائش، صبر، نصرت اور ثابت قدمی کے جو واقعات اپنی کتاب میں بیان کئے

ہیں،ان سے ہماری تعلیم اور اپنے دین پر ثابت قدمی مقصود ہے۔قرآنی خطابات کو اپنے لئے فرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک کسی ایک شخص کے لئے نازل نہیں ہوا، بلکہ تمام دنیا کے لئے شفاء، ہدایت، رحمت و پیغام خداوندی ہے۔

(15)تلاوت کے بعد دعاء: تلاوت سے فارغ ہو کر دعاء بھی مانگنی چاہئے۔

تلاوتِ قرآن مجید کے اجر و ثواب کا فائدہ:

قرآن مجید کی تلاوت بذات خود ایک عبادت ہے۔ایک ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔اور اگر سمجھ کر پڑھا جائے تو یہ ثواب کئی درجے بڑھ جاتا ہے۔تلاوتِ قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور نصیب ہوتا ہے اور ولایت و دوستی کی منازل طے ہوتی ہیں۔سمجھ کر پڑھنا تو بہت فائدہ مند ہے لیکن بے سمجھے پڑھنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آیت جس مقصد کے لیے نازل فرمائی ہے وہ مقصد اس آیت کا نتیجہ اور وعدہ ہے۔جب کوئی پڑھنے والا سمجھ کر پڑھتا ہے تو اس کو تو معلوم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگ رہا ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس ایمان کے ساتھ پڑھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور برحق ہے، تو اس کو ضرور وہ فائدہ مل جاتا ہے جو اس آیت کا طے شدہ نتیجہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ پڑھنے والا شخص اس نتیجہ کو نہ بھی جانتا ہو؛ کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ وہ شخص کیا مانگ رہا ہے۔گویا مانگنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا مانگ رہا ہے، لیکن دینے والا جانتا ہے کہ وہ کیا مانگ رہا ہے اور اس کو کیا دینا ہے۔

خود آزمائی

سوال نمبر 1۔قرآن مجید کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 2۔قرآن مجید کے پانچ فضائل لکھیں۔

سوال نمبر 3۔تلاوتِ قرآن مجید پانچ آداب لکھیں۔

سوال نمبر 4۔تلاوتِ قرآن مجید کا اجر و ثواب اور فائدہ بیان کریں۔

سوال نمبر 5۔عظمت قرآن کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر 6۔قرآن مجید کے متعلق چند بنیادی معلومات تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 7۔جمع قرآن کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر 8۔قرآن مجید کے پانچ اسماء تحریر کیجئے۔

یونٹ نمبر 4

صفات حروف: مفہوم، اقسام اور فوائد

تحریر: ڈاکٹر محمد طیب خان
نظر ثانی: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	47
	یونٹ کے مقاصد	47
یونٹ نمبر 4: صفات حروف: مفہوم، اقسام اور فوائد		**48**
4.1۔	صفت کا لغوی واصطلاحی مفہوم	48
4.2۔	صفات کی اقسام (صفات لازمہ وصفات عارضہ)	48
4.3۔	صفات حروف کی معرفت کے فوائد	50
	خود آزمائی	**50**

یونٹ کا تعارف

اس یونٹ میں آپ علم تجوید کی مباحث صفت کا لغوی واصطلاحی معنی، صفات کی اقسام اور صفات حروف کی معرفت کے فوائد کا مطالعہ کریں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اُمید ہے کہ اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1۔صفت کا معنی و مفہوم سمجھ سکیں۔

2۔صفات کی اقسام کی اہمیت جان سکیں۔

3۔صفات حروف کی معرفت کے فوائد معلوم کر سکیں۔

4۔صفات لازمہ وصفات عارضہ کا عمل جان سکیں۔

4۔ صفاتِ حروف: مفہوم، اقسام اور فوائد

4.1۔ صفات کا (لغوی و اصطلاحی) مفہوم:

(الف)۔ صفت کا لغوی معنیٰ: صفات، صفت کی جمع ہے۔ صفت کا لغوی معنٰی ہے "مَا قَامَ بِشَیْءٍ" جو کسی شے کے ساتھ قائم ہو یا جس کے ساتھ کسی چیز کو متصف کیا جائے۔

(ب)۔ صفت کا اصطلاحی معنیٰ:

اصطلاح تجوید میں "صفت" حرف کی اس کیفیت یا حالت کو کہا جاتا ہے جس سے ایک ہی مخرج کے کئی حُروف آپس میں جُدا اور ممتاز ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حرف کا پُر یا باریک ہونا آواز کا بلند یا پست ہونا، قوی یا ضعیف ہونا، نرم یا سخت ہونا وغیرہ جیسے "ص" اور "س" اِن کا مخرج تو ایک ہے مگر "ص" صفتِ استعلاء اور صفتِ اطباق کی وجہ سے پُر اور "س" صفتِ استفال اور صفتِ انفتاح کی وجہ سے باریک پڑھا جاتا ہے۔

4.1.1۔ قرآنی حروف کی ادائیگی میں صفات کی اہمیت

جس طرح بغیر مخرج کے حرف ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح بغیر صفات کے مکمل ادائیگی ممکن نہیں۔ جس طرح مخارجِ حروف علیحدہ علیحدہ ہیں، اسی طرح ہر حرف کی صفات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ صفات کے ساتھ حرف کو ادا کرنے سے جیسے ایک ہی مخرج کے کئی حُرُوف آپس میں جُدا اور ممتاز ہو جاتے ہیں اسی طرح مختلف مخارج کے حروف ایک جیسی صفت رکھنے کی وجہ سے متحد ہو جاتے ہیں۔

4.2۔ صفات کی اقسام: صفاتِ لازمہ اور صفاتِ عارضہ

صفات کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ صفات لازمہ ۲۔ صفاتِ عارضہ

4.2.1۔ صفاتِ لازمہ کی تعریف

حرف کی وہ صفات جو حرف کے لئے ہر وقت ضروری ہوں اور ان کے بغیر حرف ادا نہ ہو سکے یا حرف ناقص ادا ہو۔ مثلاً "ظ" میں صفتِ استعلاء اور صفتِ اطباق ادا نہ کی جائے تو حرف "ظ" ادا ہی نہیں ہو گا۔ حرف کو صفات لازمہ کے ساتھ ادا نہ کرنے سے لحن جلی (بڑی اور واضح غلطی) واقع ہوتی ہے۔

4.2.2۔ صفات عارضہ کا مفہوم اور ان سے مختص حروف

حرف کی وہ صفات جو حرف کے لیے کبھی ہوں اور کبھی نہ ہوں ان کے ادا نہ کرنے سے حرف ادا ہو جاتا ہے لیکن حرف کی آواز کی خوبصورتی باقی نہیں رہتی۔ مثلاً "را" مفتوحہ (رَ) کو باریک پڑھنا وغیرہ۔ یہ صفات آٹھ حُرُوف میں پائی جاتی ہیں جن کا مجموعہ "(همزه، و، ی، ر، م، ل، ا، ن) اَوۡ يَرۡ مُلَانِ" ہے۔ صفاتِ عارضہ کی غلطی کو "لحنِ خفی" کہتے ہیں۔ لیکن لحنِ خفی کو چھوٹی اور معمولی غلطی سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش نہ کرنا بڑی غلطی ہے۔

4.2.3۔ صفاتِ لازمہ کی اقسام

صفاتِ لازمہ سے مراد حرف کی وہ صفات ہیں جو اس کو ادا کرتے وقت ہمیشہ پیشِ نظر رکھی جائے اگر ان

صفات کے بغیر حرف کو ادا کیا جائے تو وہ حرف کسی دوسرے حرف میں بدل جائے۔
صفاتِ لازمہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ صفاتِ لازمہ متضادہ ۲۔ صفاتِ لازمہ غیرِ مُتَضادہ

4.2.4۔ صفاتِ لازمہ مُتَضادہ اور ان سے مختص حروف

صفاتِ لازمہ متضادہ وہ صفات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں اور یہ نہ تو بیک وقت ایک حرف میں جمع ہوں اور نہ ہی عربی حروفِ تہجی میں سے کوئی حرف ان سے خالی ہو۔ جیسے صفتِ ''استعلاء'' کی ضد صفتِ ''استفال'' اور صفتِ ''اذلاق'' کی ضد صفتِ ''اصمات'' ہے۔

صفاتِ لازمہ مُتضادہ: اقسام اور تعدادِ حروف

صفاتِ لازمہ مُتَضادہ دس (۱۰) ہیں۔ جن میں سے پانچ، پانچ کی ضد ہیں۔

1۔ ہمس 2۔ جہر 3۔ شدّت 4۔ رخاوت 5۔ استعلاء

6۔ استفال 7۔ اطباق 8۔ انفتاح 9۔ اذلاق 10۔ اصمات

صفاتِ لازمہ متضادہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	صفات	حروف	تعداد	متضاد صفت	حروف	تعدادِ حروف
ا۔	ہمس	حروفِ مہموسہ: فَحَثَّه شَخْصٌ سَكَتْ	۱۰	جہر	مجہورہ	۱۹
۲۔	شدت	حروفِ شدیدہ: أَجِدُ قَطٍ بَكَتْ	۸	رخوہ	رخوہ	۱۶
				توسط	متوسطہ (لِنْ عُمَرْ)	۵
۳۔	استعلاء	حروفِ مستعلیہ: خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ	۷	اِستفال	حروفِ مُسْتَفِلَہ	۲۲
۴۔	اطباق	حروفِ مُطْبَقَہ: صطظض	۴	انفتاح	حروفِ مُنْفَتِحَہ	۲۵
۵۔	اذلاق	حروفِ مُذْلَقَة: فَرَّ مِنْ لُّب	۶	اصمات	حروفِ مُصْمَتَہ	۲۳

4.2.5۔ صفاتِ لازمہ غیرِ مُتَضادہ اور ان سے مختص حروف

وہ صفاتِ حروف جن کے مدمقابل صفات قراء کے ہاں مقرر نہ کیے گئے ہوں صرف عقلی اور فرضی اعتبار سے ان کے متضاد سمجھے جا سکتے ہوں۔ جیسے صفتِ صفیر۔ اس کی ضد قراء کے ہاں موجود نہیں لیکن عقلی اعتبار سے عدم صفیر اس کے متضاد کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔
صفاتِ لازمہ غیر متضادہ آٹھ صفات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ صفیر ۲۔ قلقلہ ۳۔ لین ۴۔ انحراف ۵۔ تکریر

۶۔ تفشّی ۷۔استطالت ۸۔غنّہ

۱۔ صفیر: اس صفت کے حامل ز، س، ص تین حروف ہیں۔ان کی آواز سٹی (Whistle) کی طرح نکلتی ہے اسی بناپر انھیں حروفِ صفیر یہ کہاجاتاہے۔

۲۔قلقلہ : اس صفت کے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ : "قُطُبُ جَدٍّ" ہے۔اصول کے مطابق ان پر سکون ہو توان کی آواز میں جنبش اور گونج پیدا کی جاتی ہے اس لیے انہیں حروفِ قلقلہ کہاجاتاہے۔

۳۔لین: صفتِ لین کے حروف ی اور وہیں جب کہ یہ ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف پر زبر ہو۔ خَوْفٌ میں واؤ، قُرَیْشٍ میں ی دونوں کو ادا کرتے وقت نرمی پائی جاتی ہے۔

۴۔انحراف: جو حروف ایک دوسرے کے مخرج کی جانب مائل ہوں ان میں صفتِ انحراف پائی جاتی ہے۔ یہ دو حروف ''ل''اور ''ر''ہیں۔اس صفت کی بناپر انھیں حروفِ منحرفہ کہاجاتاہے۔

۵۔ تکریر:صفت تکریر صرف ایک حرف ''ر''میں پائی جاتی ہے کیونکہ اس کی ادائیگی کے وقت زبان کے کنارے میں کپکپی پیدا ہوتی ہے۔

۶۔ تفشّی: صفتِ تفشّی ''ش''میں پائی جاتی ہے کیونکہ اس کی ادائیگی کے وقت آواز منہ میں پھیل جاتی ہے۔ حرف ''ش'' کو متفشیہ کہتے ہیں۔

۷۔استطالت : حرف ''ض''کی آدائیگی میں آواز مکمل حافہ میں لمبی رہتی ہے اس لیے اس میں صفتِ استطالت پائی جاتی ہے۔

۸۔غنّہ: دو حروف ''م اور ن''کی آواز ناک کی جڑ یا بانسہ سے نکلتی ہے اسے غنہ کہاجاتاہے۔

4.3۔صفات حروف کی معرفت کے فوائد:

اگر صفات کا مفہوم اور صفات کی اقسام کو ذہن نشین کر لیا جائے تو قاری کو درج ذیل فوائد حاصل ہونگے ہوں گے:

1۔صفات حروف معلوم ہو جاتے ہیں۔
2۔حروف کی ادائیگی کرتے وقت تلفظ میں عمدگی پیدا ہو جاتی ہے۔
3۔صفات حروف بمنزلہ کسوٹی کے ہیں۔
4۔صفات حروف سے محل مخرج کا پتہ چلتا ہے۔
5۔صفات حروف کو خوبصورت بنانے کا سبب بنتے ہیں۔

خود آزمائی

1۔ صفت کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کیجئے۔ حروف کا مفہوم اور اقسام تفصیلاً تحریر کیجیے۔
2۔ قرآنی حروف وکلمات کی ادائیگی میں صفات کی اہمیت لکھیے۔
3۔ صفات کی معروف اقسام تحریر کیجئے۔
4۔ صفات لازمہ کی تعریف کیجئے۔
5۔ صفات عارضہ کا مفہوم تحریر کیجئے۔
6۔ صفات لازمہ کی اقسام لکھیے۔
7۔ حروف مستعلیہ کی ادائیگی کا طریقہ لکھیے۔
8۔ صفات کے متضادہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

یونٹ نمبر 5

اظہار، اخفاء، ادغام اور اقلاب

(معنی و مفہوم و احکام)

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال
نظر ثانی: ڈاکٹر محمد طیب خان

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	53
	یونٹ کے مقاصد	53
	یونٹ نمبر 5: اظہار، اخفاء، ادغام اور اقلاب کے احکام	**54**
5.1	اظہار کا معنی و مفہوم اور نون ساکن و تنوین کے احکام	54
5.2	اخفاء کا معنی و مفہوم اور نون ساکن و تنوین کے احکام	55
5.3	ادغام کا معنی و مفہوم اور نون ساکن و تنوین کے احکام	56
5.4	اقلاب کا معنی و مفہوم و احکام	58
	خود آزمائی	58

یونٹ کا تعارف

اس یونٹ میں اظہار،ادغام،اخفاءاور اقلاب کا معنی و مفہوم اور نون ساکن و نون تنوین کے احکام و قواعد بیان کیے گئے ہیں ۔یہ ایسے قواعد اور احکام ہیں جن کو سمجھ کر ذہن نشین کر لینا تجوید کے ساتھ تلاوت کی خوبصورتی کے لیے ضروری ہے۔

یونٹ کے مقاصد

اُمید ہے کہ اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1۔اظہار،ادغام،اخفاء کے معنی و مفہوم سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

2۔اقلاب کا معنی و مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔

3۔اظہار،ادغام،اخفاء کے قواعد و احکام جان سکیں۔

4۔نون ساکن و نون تنوین کی پہچان اور اس کے احکام جان سکیں۔

5۔بوقت تلاوت ان قواعد کو ذہن نشین کر کے ان کے احکام پر عمل کر سکیں۔

5۔اظہار،ادغام اقلاب اخفاء

5.1۔اظہار:

1۔لغوی معنیٰ: لغوی اعتبار سے اظہار کے معنی ہیں ظاہر کرنا، کھولنا، جدا کرنا واضح کرنا "الایضاح والبیان" یعنی کسی بات کو عمدہ طریقے کے ساتھ وضاحت سے بیان کرنا یا بات کو کھولنا۔

2۔اصطلاحی مفہوم: علم تجوید کی اصطلاح میں اظہار سے مراد نون ساکن (نْ) یا نون تنوین (**ًا،ٍ،ٌ**) کو کسی تبدیلی بغیر غنہّ نہ کرتے ہوئے خوب واضح اور ظاہر کر کے پڑھنااور اس حرف کو اس کے مخرج سے جمیع صفات کے ساتھ ادا کرنا اظہار کہلاتا ہے۔

3۔حرف مظہر:

وہ حرف جس میں اظہار ہو وہ نون ساکن اور نون تنوین ہے اور مخارج حروف میں نون کا مخرج طرف لسان ہے۔یعنی جب زبان کا کنارہ ثنایا رباعی (ثنایا علیا کے ساتھ والے دانت) اور انیاب (ثنایا رباعی کے ساتھ والے دانت) سے لگے تو یہ حرف ادا ہوتا ہے۔

4۔حروف اظہار:

عربی کے 29 حروف تہجی میں سے ایسے چھ حروف (ء ، ہ، ع، ح، غ، خ) جو حلق سے ادا ہوتے ہیں،ان کو حروف حلقی کہتے ہیں اور انہیں حروف اظہار بھی کہتے ہیں۔

5۔اظہار کی کیفیت:

حروف حلقی یا حروف اظہار کا تعلق پڑھنے اور ادائیگی سے ہے ان حروف کو بغیر کسی تغیر کے غنہ نہ کرتے ہوئے اصلی حالت میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(الف)۔نون ساکن (نْ):

نون ساکن وہ نون جس پر تینوں حرکتوں (زبر، زیر، پیش) میں سے کوئی حرکت نہ ہو اور سکون کی علامت جزم (ْ) یا بعض اوقات چھوٹا سا دائرہ () ہو۔ جیسے مِنْهُمْ ، مِنْ قَبْلُ ، أَنْعَمْتَ ، مَنْ آمَنَ ، لَمْ تَكُنْ وغیرہ

(ب)۔نون تنوین:

نون کی وہ آواز جو کسی حرف کو دو زبر، دو زیر، یا دو پیش کے ساتھ ادا کرتے وقت آخر میں پیدا ہوتی ہے اس کو نون تنوین کہتے ہیں۔ جیسے ''بَرْقٌ'' میں **قاف** کی دو پیش کے ساتھ ادائیگی۔ ''فِي رَيْبٍ'' میں با کی دو زیر کے ساتھ ادئیگی، ''أَبَدًا'' میں دال کی دو زبر کے ساتھ ادائیگی ان سب الفاظ کی ادائیگی کرتے وقت آخر میں پیدا ہونے والی آواز نون تنوین کہلاتی ہے۔ حالت وقف میں ادائیگی کے وقت نون تنوین کی دو زیر اور دو پیش حذف ہو جاتی ہیں جیسے، **سَمِيعٌ عَلِيمٌ**، **مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ** وغیرہ۔ جبکہ حالت وقف میں نون تنوین کے دو زبر ''الف'' سے بدل جاتے ہیں جیسے، **عَلِيمًا حَكِيمًا**، **عَذَابًا ضِعْفًا**، **صَعِيدًا طَيِّبًا** وغیرہ

5.1.1۔نون ساکن اور نون تنوین کے احکام:

تجوید میں نون ساکن اور نون تنوین کے چار احوال (احکام) ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔اظہار: اگر نون ساکن (ن) اور نون تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے تو اس نون کو بغیر کسی تبدیلی کے حرف کی اصلی حالت میں اظہار سے پڑھتے ہیں جیسے نون ساکن کے ساتھ حروف حلقی کی مثالوں سے واضح ہے۔

مَنْ ءَامَنَ (ن-ء) ،	**كمن هو (ن-ہ)**،	**مِنْ عِلْمٍ (ن-ع)**
مِنْ حَكِيمٍ (ن-ح)،	**وَالْمُنْخَنِقَةُ (ن-خ)** ،	**فَسَيُنْغِضُونَ (ن-غ)**

اسی طرح نون تنوین کی مثالوں پر بھی غور کریں۔

عَذَابٌ أَلِيمٌ (ب-ا)،	**قَوْمٍ هَادٍ (م-ہ)**،	**عَلِيمٌ حَكِيمٌ (م-ع)**،
غَنِيٌّ حَمِيدٌ (ی-ح)،	**مَّآءً غَدَقًا (ء-غ)**،	**لَطِيفٌ خَبِيرٌ (ف-خ)** ،

5.2۔اخفاء

(الف)۔اخفاء کا لغوی معنی ہے ''چھپانا''۔

(ب)۔ اصطلاحی معنی: تجوید کی اصطلاح میں اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت اور حالت میں حرف کی ادائیگی کا نام اخفاء ہے یعنی ادائیگی کے وقت نون کی آواز کو غنہ کے ذریعے چھپایا جائے۔

5.2.1۔اخفاء کا قاعدہ: اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف تہجی کے کل 28 حروف میں سے 14 حروف(چھ -حروف اظہار، چھ -حروف یرملون اور ا،ب) کے علاوہ باقی پندرہ حروف آجائیں تو اخفاء ہو گا۔

حروف اخفاء: حروف اخفاء کی تعداد 15 ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

(ت،ث، ج،د،ذ،ز،س ،ش ،ص،ض،ط،ظ ،ف ،ق،ك)

5.2.2۔اخفاء کی ادائیگی کا طریقہ: اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف اخفاء کے آنے سے نون کو نہ تو اظہار کی طرح اصلی تلفظ کے ساتھ ادا کرنا ہے اور نہ ہی ادغام کی طرح بعد والے تلفظ کے ساتھ ملانا ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان اس طرح ادا کرتے ہیں کہ زبان کی نوک کو تالو سے جدا مگر قریب ہی رکھ کر ناک کے بانسہ (خیشوم) میں آواز کو اتنی دیر تک گنگناتے ہیں جتنی دیر ایک الف کے ادا کرنے میں لگتی ہے اور ادائیگی میں تشدید کا پہلو نہیں اپناتے۔ جیسے نون ساکن کی مثالیں مِن شَرِّ، مَنۡ شَاهِدٌ، كُنتُمۡ ، أَندَادا ، لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ ،اسی طرح نون تنوین کی مثالیں لَيۡلًا طَوِيۡلًا، ظِلًّا ظَلِيۡلًا، قُوَّةٍ ضَعۡفًا خَلۡقًا جَدِيۡدًا وغیرہ

5.3۔ادغام:

(الف)۔لغوی معنی: لغت میں ادغام داخل کرنا، شامل کرنا اور ملانا کو کہتے ہیں جیسے عرب کہتے ہیں "**ادغمت السیف فی غمدہ**"(میں نے تلوار کو اس کی میان میں داخل کیا)

(ب)۔اصطلاحی معنی: علم تجوید کی اصطلاح میں ساکن حرف کو متحرف حرف(مشدد حرف) کے ساتھ اس طرح ملانا کہ دونوں ایک ہو جائیں اور پڑھتے وقت متحرک حرف کی آواز آئے یعنی مشدد حرف کی ادائیگی ہو اس کو ادغام کہتے ہیں جیسے **مَن يَقُولُ**، **مِّن رَّبِّهِمۡ**، **مِّن نَّٰصِرِينَ** وغیرہ

5.3.1۔ حروف ادغام:

حروف ادغام کی تعداد چھ ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(ی،ر،م،ل،و،ن) ان حروف ادغام کو ذہن نشین کرنے کے لیے ماہرین تجوید نے "حروف یرملون" کا نام بھی دیا ہے تاکہ قاری ان حروف کو آسانی سے یاد کر کے ادغام پر عمل کر سکے۔

اگر نون ساکن و تنوین کے بعد حروف یرملون (حروف ادغام) میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکن یا تنوین کو بعد والے مشدد حرف میں مدغم (ملا کر) کر کے ادا کرتے ہیں اور مشدد حرف کی ادائیگی ساکن حرف کی نسبت غالب رہتی ہے کیونکہ ساکن حرف تو مشدد حرف میں مل جاتا ہے۔ادغام کے لیے ضروری ہے کہ حروف یرملون دوسرے کلمے میں ہوں۔ جیسے

مِن يَوۡمِهِمۡ، مِّنۡ رَّبِّهِمۡ، من ولی، مِن لَّدُنهُ، مِّن مَالَ، عِظَٰمًا نَّخِرَة، قَدَرًا مَّقۡدُورًا، غَفُورٌ رَحِيمٌ وغیرہ

5.3.2۔ادغام کی اقسام

ادغام دو قسم کا ہوتا ہے۔

1۔ادغام تام: اگر نون ساکن و تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے دو حرف "ل" اور "ر" آجائیں تو نون کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور غنہ کیے بغیر نون ساکن و تنوین کو خالص لام اور خالص راء کے ساتھ مدغم کر کے ادا کرتے ہیں جیسے نون ساکن کی مثالوں میں مِن لَّدُنهُ، مِّنۡ رَّبِّهِمۡ، مِن لَّدُنكَ، يُبَيِّن لَنَا ،اور نون تنوین کی مثالوں میں مَالًا لُّبَدًا، زَبَدًا رَّابِيًاۖ، عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ وغیرہ

2۔ادغام ناقص: اگر نون ساکن و تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے ل اور ر کے علاوہ باقی چار حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو پھر نون ساکن و تنوین کے غنہ کو باقی رکھتے ہوئے اگلے مشدد حرف کے ساتھ مدغم کر کے ادا کرتے ہیں جیسے

	(نون ساکن کی مثالیں)		(تنوین کی مثالیں)	
ی	مَن يَقُولُ، مَن يُؤۡمِن		خَيۡرًا يَرَهُ	شَرًّا يَرَهُ
ن	مِّن نَّبِيٍّ	مِن نَّارٍ	عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ	شیءنکرہ
م	مِن مَّآءٍ	مِّن مِّثۡلِهِ	رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ	بِحِجَارَةٍ مِن سِجِّيلٍ
	أَفَمَن وَعَدۡنَٰهُ		إِلَٰهٌ وَاحِدٌ	سِرَاجًا وَهَّاجًا

اگر نون ساکن کے بعد حروف یرملون ایک ہی کلمے میں آجائیں تو پھر وہاں ادغام نہیں بلکہ اظہار مطلق ہو گا۔

اہم بات: یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ بعض الفاظ ایسے ہیں جن میں نون ساکن کے بعد ی اور و آجائیں تو وہاں ادغام نہیں بلکہ اظہار مطلق ہوگا اور غنہ کیے بغیر نون کو اس کے اصلی تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔ جیسے

دنیا ،بنیان ، قنوان ،صنوان میں کلمہ ایک ہی ہے اور اسی قاعدے کے تحت ان چاروں لفظوں میں ی اور و پر تشدید کی علامت بھی نہیں۔

5.4۔اقلاب:

(الف)۔لغوی معنی: اقلاب کا لفظی معنی ہے بدلنا، تبدیل کرنا، کسی چیز کی اصلیت اور حقیقت کو بدلنا۔

(ب)۔اصطلاحی معنی: تجوید کی اصطلاح میں ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کو اقلاب کہتے ہیں۔

(عمل)۔ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر حرف ''ب'' آجائے تو پھر نون کو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور علامتی طور پر نون ساکن و تنوین کے ساتھ ایک چھوٹی میم (م) بھی لکھ دیتے ہیں جیسے

مَنۢ بَعۡدِ مَنۢ بَخِلَ بِذَنۢبِهِمۡ يُنۢبِتُ أَنۢبِـُٔونِى كِرَامِۭ بَرَرَة

سَمِيعُۢ بَصِيرٌ عَلِيمُۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ

ان مثالوں سے واضح ہے کہ اقلاب میں لکھنے میں تو نون ہی رہے گا لیکن پڑھنے میں میم (م) ہو گا۔

خود آزمائی

سوال نمبر 1۔صفات عارضہ کی تین اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر 2۔راء کب موٹی پڑھی جاتی ہے؟

سوال نمبر 3۔لفظ اللہ کا لام کب موٹا اور پُر پڑھا جاتا ہے؟

سوال نمبر 4۔نون ساکن و تنوین کے قواعد بیان کریں۔

سوال نمبر 5۔میم ساکن کے قواعد بیان کریں۔

یونٹ نمبر 6

مد اور قلقلہ: مفہوم، حروف واقسام

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال
نظرثانی: ڈاکٹر ثناءاللہ حسین

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
61	یونٹ کا تعارف	
61	یونٹ کے مقاصد	
62	**یونٹ نمبر 6: مد اور قلقلہ: مفہوم، حروف و اقسام**	
62	مد کا لغوی و اصطلاحی مفہوم	6.1۔
63	مد کی اقسام، حروف مدہ	6.2۔
67	قلقلہ کا مفہوم، حروف و شرائط	6.3۔
68	خود آزمائی	

یونٹ کا تعارف

علم تجوید میں مد کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مد والے حروف کو کتنی مقدار میں کھینچنا چاہیے۔ اس یونٹ میں مد کا لغوی و اصطلاحی مفہوم ، مد کی اقسام، حروف مدہ،قلقلہ کا مفہوم اور قلقلہ کے حروف اور اس کی شرائط کا مطالعہ کریں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اُمید ہے کہ اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ

1۔ مد کا لغوی و اصطلاحی مفہوم جان سکیں۔

2۔ مد کی اقسام اور حروف مدہ کی پہچان کر سکیں۔

3۔قلقلہ کا مفہوم اور قلقلہ کے حروف معلوم کر سکیں۔

4۔قلقلہ کی شرائط جان کر اس پر عمل کر سکیں۔

6۔ مد اور قلقلہ: حروف، مفہوم واقسام

6.1۔ مد کا معنی و مفہوم:

(الف)۔لغوی معنی: عربی لغت میں مد کا معنی ہے کھینچنا، زیادہ کرنا، دراز کرنا، مدد کرنا، کسی کو کچھ دینا۔

(ب)۔اصطلاحی معنی: تجوید کی اصطلاح میں مد سے مراد حرف مد کو کھینچ کر، طویل کر کے پڑھنا۔

(ج)۔مد کے حروف: مد کے حروف تین ہیں اور ان کے مجموعے کو ''وائ'' کہتے ہیں۔

6.1.1۔حروف مد کی پہچان: حروف مد کی درج ذیل حالتوں میں ادائیگی کے وقت مد کا اظہار ہو گا ان حروف کو کھینچ کر لمبا کر کے ایک الف کے برابر کھینچ کر ادا کریں گے۔ایک الف سے کم یا ایک الف سے زیادہ کھینچنا، دونوں طریقے غلط ہیں۔

1۔الف(ا): ایسا حرف ''الف'' جو ساکن ہو لیکن اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو ایسے حرف کو مد کے ساتھ ادا کریں گے جیسے قال

2۔واو(و): ایسا حرف ''و'' جو ساکن ہو لیکن اس سے پہلے والے حرف پر پیش ہو۔ جیسے قولوا، اوذینا، نوحیھا وغیرہ

3۔یاء(ی): ایسا حرف ''ی'' جو ساکن ہو لیکن اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو جیسے قیل وغیرہ

کھڑی زبر، کھڑی زیر اور الٹا پیش بھی مد کی آواز دیتے ہیں یعنی کھڑی زبر الف مدہ کی، کھڑی زیر یائے مدہ کی، اور الٹا پیش و مدہ کی آواز دیتے ہیں جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے۔

الف مدہ اور کھڑی زبر۔ **عَادٍ، زاد، طاب، اٰمَنَ، مُلْكُ**

واو مدہ اور الٹا پیش: **دَاوٗدَ ، نورہ، يَقُولُ، يَرَهٗ**

یائے مدہ اور کھڑی زیر: **قِيل، سِيْقَ، وَقِيْلِهٖ، يُحْيٖ**

حروف مدہ کے کے بعد والے حرف پر اگر وقف کرنا ہو تو اسے ساکن کر کے حرف مدہ پر تین یا چار الف کے برابر مد

کر سکتے ہیں مثلاً شدیں

6.1.2۔سبب مدہ: مد کرنے کے تین اسباب بیان کیے گئے ہیں

1۔ ہمزہ: حرف مد کے بعد ہمزہ(ء) کی موجودگی جیسے جَآءَ، آمَنَّا، قَالُوا

2۔ سکون/جزم حرف مدہ کے بعد سکون کی موجودگی جیسے نَسۡتَعِينُ، الْآنَ

3۔ تشدید/شد حرف مد کے بعد شد کا ہونا دَآبَّةً، الْحَآقَّةُ

یاد رہے کہ حروف مدہ(ا،و،ی) کے بعد سبب مدہ نہ ہو تو پھر چھوٹی مد ہو گی جیسے قَالَ، قِيلَ، قُولُوا،

اور اگر حروف مدہ(ا،و،ی) کے بعد سبب مدہ موجود ہو تو پھر بڑی مد ہو گی اور مد کی علامت() بھی لکھی جاتی ہے۔ بڑی مد کو خوب کھینچ کر پڑھنا ہوتا ہے۔ جیسے جَآءَ، الْآنَ، دَآبَّة، الم، عَسَق وغیرہ

6.2۔مد کی اقسام: مد کی دو اقسام ہیں 1۔مد اصلی 2۔مد فرعی

1۔مد اصلی: وہ مد جو اپنی اصلی اور ذاتی مقدار کے مطابق پڑھی جائے اور وہ کسی سبب پر موقوف نہ ہو اور اس مد کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے جیسے قَالَ، قِيلَ، قُولُوا وغیرہ اور اگر مد نہ کی جائے تو حرف کی ذات ہی باقی نہیں رہتی جیسے مثال میں قاف کے بعد والے حروف مدہ(ا،و،ی) میں مد نہ کی جائے تو ان حرفوں کی ذات کا وجود ہی نہیں رہتا، پھر ان الفاظ کو اس طرح پڑھا جاتا ہے قل، قل قلوا۔ چونکہ حروف تہجی کے سارے حروف قرآن مجید میں استعمال ہوتے ہیں اس لیے اگر حروف مدہ کو چھوڑ دیا جائے تو قرآن مجید کے تین حروف کم ہو جاتے ہیں جو کہ بھاری غلطی ہے اس سے بچنا چاہیے۔ اور مد اصلی صرف حروف مدہ میں ہی ہوتا ہے حروف لین میں نہیں۔

2۔مد فرعی: فرعی کا معنی ہے زائد، اصل مد کے مقابلے میں زیادہ کھینچنا۔

تجوید کی اصطلاح میں مد فرعی سے مراد وہ مد جس میں حروف مدہ کے بعد سبب مدہ میں سے کوئی سبب موجود ہو۔ جیسے شَآءَ، جَآءَ، دَآبَّة، وغیرہ

3۔مد فرعی کی مقدار: اہل قرات نے مد کو کھینچنے کے جو تین پیمانے (قصر: دو حرکت، توسط: چار حرکت، طول: چھ حرکت) مقرر کیے ہیں ان میں مد فرعی کبھی قصر، کبھی توسط، اور کبھی طول ہو گی۔

6.2.1۔مد فرعی کی اقسام: مد فرعی کی چار اقسام ہیں:

(1)۔مد واجب (متصل): وہ مد جس میں حروف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں موجود ہو یعنی حرف مدہ کے بعد ہمزہ بصورت سراعین (ء) اس طرح لکھا ہوا ہو جیسے مِنَ السَّمَآءِ، مَاءً، سوٓء، سیٓ، مد واجب کو مد متصل بھی کہتے ہیں۔ مد واجب کی مقدار توسط ہے۔

(2)۔مد جائز (منفصل)

وہ مد جس میں حروف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں ہو یعنی حروف مدہ پہلے کلمے کے آخر میں ہو اور اس کے بعد سبب مدہ ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو جیسے اَلَّذِیٓ أَحۡسَنَ، يَآأَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّآ أَعۡطَيۡنَاكَ، قَالُوٓا اٰمَنَّا، فِيٓ أَنفُسِكُمۡ، مَآ أُنزِلَ، إِنِّيٓ أَعۡلَمُ، وَمَآ أُمِرُوٓا، وغیرہ۔ مد کی اس قسم کو مد منفصل بھی کہا جاتا ہے چونکہ منفصل کا معنی ہے جدا یا علیحدہ۔اس لیے مثالوں سے واضح ہے کہ حروف مدہ اور سبب مدہ دونوں ایک کلمے میں نہیں ہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ کلمہ میں موجود ہیں۔

مد جائز/منفصل کی مقدار:

مد منفصل کو توسط (چار حرکات کی مقدار) یا قصر (دو حرکات کی مقدار) پڑھنا جائز ہے یعنی ان دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اپنایا جا سکتا ہے لیکن اس بات کا ضروری اہتمام کیا جائے کہ دوران تلاوت قرآن پڑھنے والا اگر قصر کا اہتمام کرے تو پھر شروع سے آخر تک اس پر عمل کرے ایسا نہ ہو کہ تلاوت میں کہیں قصر ہو اور کہیں توسط پر عمل کرے۔ مد منفصل کو مد جائز بھی کہتے ہیں کہ اس میں قصر اور توسط پر عمل دونوں طرح سے درست ہے تاہم مد منفصل میں قصر بطریق جزری ہو گا جس کی مختلف صورتوں کی نشاندہی ماہرین قراءات نے کی ہے۔(تفصیل کے لیے مختلف کتب قراءات کا مطالعہ کیجیے)

(3)۔مد لازم: وہ مد جس میں اگر حرف مد کے بعد کوئی ایسا ساکن یا مشدد حرف ہو جو ہر وقت ساکن یا مشدد ہی پڑھا جائے یعنی حرف پر سکون لازمی اور اصلی ہو اور وصل (ملا کر پڑھنا) یا وقف (رک جانا) کی صورت میں وہ سکون برقرار رہے۔اسی طرح مشدد حرف پر شد بھی اصلی اور لازمی ہو جیسے اَلۡحَآقَّةُ، اَلطَّآمَّةُ، الصَّآخَّةُ وغیرہ

مذکورہ بالا مثالوں میں اگر ہم غور کریں تو حروف مد (حٓ،طٓ،صٓ) کے بعد آنے والے حروف (ق،م،خ) ہیں جن پر سکون اور تشدید لازمی اور اصلی ہیں مزید غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ "الْحَاقَّةُ" میں حروف مدہ کے بعد اصل میں دو 'ق' تھے جس میں پہلا ق ساکن اور دوسرا ق تشدید کے ذریعے ملا دیا گیا، جیسے "الحاقة "اسی طرح 'الطامة' میں دو 'م' اور الصاخة میں دو 'خ' تھے

(الف)۔ **مدلازم کی مقدار:** مدلازم کی مقدار کو چھ حرکات کی مقدار تک کھینچ کر پڑھنا ضروری ہوتا ہے جسے طول کہا جاتا ہے اور اس کو اشباع بھی کہتے ہیں۔

(ب)۔ مدلازم کی اقسام:

مدلازم کی وضاحت دو قسموں میں کی جاتی ہے۔ کلمات قرآنیہ اور حروف مقطعات میں

کلمات قرآنیہ میں مدلازم کی مزید دو قسمیں ہیں۔ 1۔ مدلازم کلمی مخفف 2۔ مدلازم کلمی مثقل

حروف مقطعات میں مدلازم کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

1۔ مدلازم حرفی مخفف 2۔ مدلازم حرفی مثقل 3۔ مدلازم لین

مدلازم کی ذیلی قسموں کی وضاحت کا مطالعہ مختلف کتب قراءات سے کیجئے۔

(4)۔ مدعارض:

وہ مد جس میں عارضی سکون کے بعد جو مد ہو اسے مدعارض کہتے ہیں یعنی اگر عارضی سکون پر وقف نہ کیا جائے تو مد نہ ہو گی اور یہ مد حروف مدہ کی وجہ سے ہو گی جیسے الرحمن ، العالمین ،فاعبدواہ ،تکذبان وغیرہ

مذکورہ بالا مثالوں پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حرف مد کے بعد جو لفظ تھا اصل میں وہ تو متحرک تھا لیکن وقف کی وجہ سے ساکن پڑھا گیا جیسے الرَّحْمَنُ، الْعَالَمِينَ اور تُكَذِّبَانِ کے نون متحرک ہیں جو بعد والے کلموں سے ملا کر پڑھیں گے تو نون متحرک پڑھا جائے گا لیکن اگر نون پر وقف کریں تو نون ساکن پڑھیں گے پس اس سکون کی وجہ سے جو مد ہوتا ہے اس کو مدعارض کہتے ہیں جو کہ وقف کی صورت میں ہی ہوتا ہے وصل میں نہیں ہوتا اس لیے مدعارض کو مد وقفی بھی کہتے ہیں۔

6.2.2۔ مدعارض کی اقسام: مدعارض کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں :

1۔ مدعارض وقفی / مدعارض للسکون (اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے)

2۔ مدعارض لین : وہ مد جس میں کلمہ قرآنی میں حروف لین کے بعد سکون عارضی ہو اس کو مدعارض لین کہتے ہیں جیسے الصیف، خوف ،بیت وغیرہ مدعرض لین کی مقدار تینوں (قصر، توسط، اور طول) ہو سکتی ہے لیکن بہتر ہے کہ قصر ہو۔

6.2.3۔ لین: لین کا معنی ہے نرمی جن حروف میں نرمی والی صفت پائی جائے ان کو لینیہ یا لینۃ کہتے ہیں۔ ان حروف کو ان کے مخرج سے نرمی اور لطافت سے ادا کیا جاتا ہے یعنی واؤ اور یاء ساکن سے پہلے زبر ہو تو حروف لین کا سہولت اور نرمی سے ادا ہو جانا لین کہلاتا ہے

حروف لین : حروف لین دو ہیں (و، ی)

واو لین واو ساکن سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو اس کو واؤ لین کہتے ہیں جیسے **خَوْفٍ**۔

یاء لین : یاء ساکن سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو اس کو یاء لین کہتے ہیں **وَالصَّيْفِ**۔

مد لین سے مراد 'واو ساکن' اور 'یا ساکن' سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور بعد والا حرف وقف کی وجہ سے ساکن ہو گیا ہو جو کہ اصل میں متحرک تھا تو واؤ اور یا کو مد لین کہیں گے جیسے یوم، خوف۔ ان دو لفظوں پر غور کریں تو وساکن سے پہلے والے حرف پر زبر ہے اور بعد والا حرف متحرک (زیر، زبر، پیش) تھا لیکن وقف کی وجہ سے ساکن ہو گیا تو پھر واؤ اور یاء پر جو مد ہو گی وہ مد لین ہو گی اور اس کی مقدار قصر ہے۔ اسی طرح بیت، خیر الصیف کی مثالیں بھی ایسی ہی ہیں۔ مزید مد لین کی پہچان اور مشق کے لیے

سورۃ قریش پر غور کریں تو اس کی ہر آیت کے آخر میں مد لین موجود ہے۔

6.2.4۔ مدعارض للسکون اور مد لین میں فرق:

ان دونوں کی تعریفات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مدعارض للسکون میں حرف مد کے بعد سکون ہو جبکہ مدین میں حرف لین کے بعد سکون ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کر دیا گیا ہے کہ مد لین کی مقدار میں تینوں صورتیں (طول، توسط، قصر) جائز ہیں لیکن بہتر ہے کہ قصر والی صورت کو ہی اپنایا جائے۔

نوٹ ہاں البتہ مد لازم لین میں مدات کی مقدار طول ہو گی جیسا کہ سورۃ مریم کے پہلے لفظ (كٓهيٰعٓصٓ پر غور کریں

تو ''عین'' یاء ساکن سے پہلے حرف پر عین پر زبر ہے اور بعد والے حرف پر نون وقف کی صورت میں ساکن ہے تو مد لازم لین کی صورت میں اس کی مقدار طول (چھ حرکات) ہو گی جبکہ باقی دیگر حروف میں سکون اصلی کی وجہ سے مد لازم حرفی مخفف ہے لہذا ان کی مدات کی مقدار بھی طول ہو گی اسی طرح سورۃ الشوری کا پہلے لفظ (عٓسٓقٓ) پر غور کریں تو عین پر مد لازم لین اور (سٓ،قٓ) مد لازم حرفی مخفف ہے لہذا ان کی مدات کی مقدار طول ہو گی اور مد لازم لین کی پورے قران مجید میں یہی دو مثالیں ہیں۔

6.3۔قلقلہ کا مفہوم:

قلقلہ کے معنی جنبش اور حرکت کے ہیں ان حروف کے ادا کرتے وقت مخرج میں جنبش سی حرکت پیدا ہو جاتی ہے یعنی آواز اپنے مخرج کے ساتھ ٹکرا کر واپس پلٹ آتی ہے جس کو قلقلہ کہتے ہیں۔ جب حروف قلقلہ ساکن ہو جائیں یعنی ان پر جزم آجائے تو پھر قلقلہ خوب ظاہر ہوتا ہے۔

6.3.1۔حروف قلقلہ:

حروف قلقلہ کی تعداد پانچ ہے (ق ،ط ، ب، ج، د)۔ ماہرین قراءات نے ان حروف قلقلہ کو ایک لفظ میں جمع کر دیا ہے یعنی ان کا مجموعہ ''قُطْبُ جَدٍّ '' ہے۔قلقلہ کی مثال دیوار اور گیند کی ہے۔ جیسے ہم دیوار پر گیند پھینکیں تو وہ ٹکرا کر واپس ہمارے پاس آجاتی ہے اسی طرح قلقلہ کے حروف اپنے مخرج کے ساتھ ٹکرا کر واپس آجاتے ہیں ان کی ادائیگی کے وقت آواز کو ہلا کر پڑھتے ہیں یعنی جب یہ حروف اپنے مخرج کے ساتھ ٹکراتے ہیں تو ایک قسم کی بازگشت یا گونج پیدا ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ حروف قلقلہ متحرک بھی ہو سکتے ہیں اور تنوین کے ساتھ بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان حروف پر قلقلہ تبھی ہو گا جب یہ حروف ساکن ہوں گے یعنی ان حروف پر جزم یا علامت سکون ہو گا جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

1۔ ق سے الْفَلَقِ، حَرِيْقِ ، تَقْوِيمٍ ، اقْرَأْ میں ق پر جزم کی وجہ سے گہری اور پر (بھاری) گونج کے ساتھ قلقلہ ہو گا۔

2۔ ط سے مُحِيط ، يُطْعِمُ میں ط پر واضح قلقلہ 3۔ ب سے تَبَّتْ ، منيب ، وَتَبَّ ہونٹوں کے ملنے سے پیدا ہونے والی گونج

4۔ ج سے الْحَجُّ ، الْبُرُوجِ میں ج کی ادائیگی میں قلقلہ 5۔د سے أَحَدٌ ، مَجِيدٌ میں د کی ادائیگی میں قلقلہ

قلقلہ کے حروف ساکن ہونے کی دو صورتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

(الف)۔سکون اصلی: جب حروف قلقلہ پر پہلے سے جزم موجود ہو جیسے یقطعون

(ب)۔سکون عارضی: جب متحرک قلقلہ کے حروف کو وقف کی صورت میں ساکن کر دیا جائے تب بھی قلقلہ ہوگا اس کو سکون عارضی کہتے ہیں جیسے احد کو احد وغیرہ

6.3.2۔قلقلہ کی اقسام یادرجات عموماہر قاری کو قلقلہ کی تین اقسام یادرجات کا علم ہوناچاہیے۔

(الف)۔قلقلہ صغری(چھوٹا): اگر حروف قلقلہ کلمے کے درمیان میں ساکن ہو تو اسے ہلکاسا ظاہر کرتے ہیں یعنی قلقلہ میں شدت نہیں ہونی چاہیے جیساکہ مثال سے ظاہر ہے یدخلون ، مجیبں

(ب)۔قلقلہ کبری(بڑا): اگر حروف قلقلہ کلمے کے آخر میں آئے اور اس پر وقف کیا جائے تو پھر قلقلہ کا اظہار درمیانی درجے کی گونج کے ساتھ ہو گا جیساکہ مثال سے ظاہر ہے الفلق

(ج)۔قلقلہ اکبر(سب سے بڑا): اگر کلمے کے آخر میں حرف قلقلہ پر تشدید ہو تو اس صورت میں گونج یا بازگشت سب سے مضبوط ہو گی اور قلقلہ کا اظہار شدت سے ہو گا جیساکہ سورۃ لہب کی آیت سے ظاہر ہے۔

6.3.3۔قلقلہ کا سبب: حروف تہجی کے 29 حروف میں سے یہ بھی معلوم ہوناچاہیے کہ ان پانچ حروف پر قلقلہ کیوں کیا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ ماہرین قراءات نے وضاحت کی ہے کہ ادائیگی کے حوالے سے حروف قلقلہ میں دو صفات کا جمع ہونا قلقلہ کا سبب بنتا ہے:

1۔صفت جہر: جب حروف قلقلہ کو ادا کرتے وقت سانس کی آمد رفت رک جاتی ہے تو قلقلہ کا اظہار واضح ہو گا۔

2۔صفت شدت: جب حروف قلقلہ کو ادا کرتے وقت آواز بھی رک جاتی ہے تو شدت سے قلقلہ کا اظہار ہو گا۔

اور صفت جہر اور صفت شدت میں آواز اور سانس دونوں رک جائیں تو حروف کو ظاہر کرنے کے لیے جھٹکے اور بازگشت کی ضرورت ہوتی ہے جس کو قلقلہ کا نام دیا جاتا ہے۔

خود آزمائی

سوال نمبر 1۔ مد کا لغوی واصطلاحی مفہوم تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ مد کی بنیادی و جزوی اقسام تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 3۔ حروف قلقلہ سے کیا مراد ہے؟ یہ کون سے حروف ہیں؟

سوال نمبر 4۔ حروف قلقلہ کی شرائط اور ان کا عمل تحریر کیجئے۔

یونٹ نمبر 7

وقف کا مفہوم، اقسام، علامات اور احکام وقف

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال
نظر ثانی: ڈاکٹر ظفر اقبال

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
71	یونٹ کا تعارف	
71	یونٹ کے مقاصد	
72	**یونٹ نمبر 7: وقف کا مفہوم۔اقسام اور علامات**	
72	وقف کا لغوی واصطلاحی مفہوم	7.1۔
73	اقسام وقف	7.2۔
76	علامات اور احکام وقف	7.3۔
78	خود آزمائی	

یونٹ کا تعارف

عزیز طلباء وطالبات !

اس یونٹ میں آپ وقف کے متعلقات کا مطالعہ کریں گے جن میں وقف کا لغوی واصطلاحی مفہوم ، وقف کی اقسام ، علامات وقف اور وقف کے احکام شامل ہیں۔

یونٹ کے مقاصد

اُمید ہے کہ آپ اس یونٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1۔ وقف کا لغوی واصطلاحی مفہوم جان لیں۔

2۔ وقف کی اقسام کے متعلق واقفیت حاصل کر سکیں۔

3۔ وقف کی علامات سے آگاہ ہو سکیں۔

4۔ وقف کے احکامات جان کر اس پر عمل کر سکیں۔

7۔وقف کا مفہوم،اقسام اور علامات وقف

7.1۔وقف کا مفہوم

(الف)۔لغوی معنی: وقف کا لغوی معنی ہے ٹھہرنا، رکنا یعنی کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کرتے ہوئے سانس لینے کے لیے ٹھہرنا

(ب)۔اصطلاحی معنی: قران کریم کی تلاوت کے دوران سانس لینے کی غرض سے فطری اور طبعی طور پر رکنا و ٹھہرنا پڑتا ہے اگر حرف پہلے سے ساکن نہ ہو تو اس کو ساکن کر دینا وقف کہلاتا ہے اور وقف کلمہ کے اخیر میں ہوتا ہے جس کی مختلف صورتیں ہیں جن کی وضاحت آنے والے صفحات میں بیان کی جائے گی جیسے العلمین، الرحیم ، نستعین ،مریج،علیم ،ورسولہ،وغیرہ

اگر مذکورہ بالا مثالوں پر غور کریں تو ہر کلمہ کے آخری حرف پر ایک زیر یا ایک زبر یا ایک پیش یا دو زیر یا دو پیش یا الٹی پیش والی ہاء(ہٗ) یا کھڑی زیر والی ہاء(ہ) ہو تو ان صورتوں میں سانس اور آواز توڑ کر متحرک حروف کو ساکن کر کے وقف کیا جاتا ہے۔

7.1.1۔وقف کی اہمیت:

قرآن مجید ایک آفاقی کتاب ہے جس کی تلاوت تجوید اور ترتیل کے ساتھ پڑھنا جتنا ضروری ہے بعینہ دوران تلاوت رکنے اور ٹھہرنے کے مسائل سیکھنا بھی ضروری ہیں جس سے ہمیں وقف کا طریقہ اور اس کا موقع محل کا علم ہو جاتا ہے تاکہ قاری (پڑھنے والا) قرانی الفاظ و حروف کی صحیح درستگی کے ساتھ وقف کے صحیح قاعدے اور طریقے کو بھی سمجھ سکے۔ چونکہ اپنی مرضی سے تلاوت کے دوران مختلف مقامات پر رکنے اور ٹھہرنے سے آیات و کلمات کے معنی اور مفاہیم متاثر ہوتے ہیں اس لیے ماہرین فن تجوید نے وقف کے کچھ اصول وضوابط بھی متعین کیے ہیں جن کا جاننا بہت ضروری ہے۔

7.1.2۔علم وقف:

قاری (پڑھنے والے) کو وقف کرنے کے لیے دو باتوں کا علم ہونا بہت ضروری ہے

1۔ محل وقف　　　　2۔ کیفیت وقف

تلاوت کے دوران اسے کس جگہ ٹھہرنا چاہیے ؟ ٹھہرنے کے بعد دوبارہ کس طرح ابتدا کی جائے اسی طرح یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ کس جگہ پر وقف کے کون سے طریقے کو اپنانا چاہیے تاکہ لفظ کا معنی بھی درست رہے اور آیت ٹکڑے ٹکڑے بھی نہ ہو پس مقام ابتداء اور کیفیت ابتداء کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔

7.2۔وقف کی اقسام: عمومی طور پر وقف کی تین بنیادی قسمیں بیان کی جاتی ہیں جس کو مزید ذیلی قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تاکہ قاری (پڑھنے والا) ان ساری قسموں پر عمل کرتے ہوئے عمداً اور سہواً ہونے والی غلطیوں سے محفوظ رہ سکے اور کماحقہ تلاوت قران مجید کا حق ادا کر سکے۔ وقف کی معروف اقسام درج ذیل ہیں۔

7.2.1۔ کیفیت کے اعتبار سے وقف: وقف کی اس قسم میں یہ جاننا ضروری ہے کہ تلاوت کے دوران کس جگہ پر کس طرح وقف کرنا چاہیے اور وقف کے بعد دوبارہ کس جگہ سے اور کس طریقہ سے ابتداء کرنی چاہیے ؟تاکہ آیت کے معنی بھی درست رہیں اور وقف پر بھی عمل ہو۔ کیفیت کے اعتبار سے وقف کو وقف بلحاظ موقوف علیہ بھی کہتے ہیں اس کی مزید پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں جن کا ذکر مختصراً یہاں کیا جاتا ہے۔

1۔وقف بالسکون: جس حرف پر وقف کرنا ہے اگر وہ حرف پہلے سے ساکن ہو تو وہاں سانس اور آواز کو توڑ کر رکنا یا ٹھہرنا وقف بالسکون کہلاتا ہے جیسے الم نشرح، خلقت، وانحر، رفعت، تنھر، تقھر وغیرہ

2۔وقف بالاسکان: جس حرف پر وقف کرنا ہے اگر وہ متحرک ہے ساکن نہیں ہے تو اس متحرک حرف کو حرکات کی تینوں صورتوں (زیر، دوزیر، پیش، دوپیش، ایک زبر) میں ساکن کر کے آواز اور سانس کو توڑ کر وقف کریں گے اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں جیسے عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ سے عَلَيۡكَ الۡكِتٰب ہوا، اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ سے يَاۡمُر ، يَعۡلَمُوۡنَ، مَّخۡتُوم، كَرِيمٌ وغیرہ

3۔وقف بالروم: جس متحرک حرف پر وقف کرنا ہے اس کو مکمل ساکن نہ کرنا بلکہ اس کی حرکت کا تہائی حصہ ادا کرنا وقف بالروم کہلاتا ہے یعنی اس نے اس حرف پر وقف کرنے کا ارادہ کیا ہے اور وقف بالروم صرف زیر اور پیش دونوں میں ہوتا ہے زبر میں وقف بالروم نہیں ہوتا جیسے الرَّحِيم، نَسۡتَعِينُ، شَكُوۡرٌ، لِيَعۡبُدُوۡنِ، يَوۡمَ يُبۡعَثُ وغیرہ اور قاری اسے آہستہ آواز میں ادا کرتا ہے تاکہ قریب والا ہی سن سکے۔

4۔وقف بالاشمام: جس متحرک حرف پر وقف کرنا ہے اس کو ساکن کرتے ہوئے ہونٹوں کو گول کر کے ضمہ (پیش) کی ادائیگی کی طرف اشارہ کرنا وقف بالاشمام کہلاتا ہے جیسے واوادا کرنے کے لیے ہونٹوں کو گول کیا جاتا ہے۔ جیسے ،من یشآء ، نَسۡتَعِينُ،

5۔وقف بالابدال: ابدال کا معنی ہے بدل دینا یعنی جس حرف پر وقف کرنا ہے اس کو کسی اور حرف سے بدلنا پس وقف بالابدال سے مراد اگر کلمہ کے آخری حرف پر دوزبر کی تنوین یا تائے مربوطہ (گول ۃ) ہو تو وقف کی صورت میں دوزبر کی تنوین کو الف (مدہ) سے اور گول ۃ کو ہائے ساکنہ سے بدلنا وقف بالابدال کہلاتا ہے۔

جیسے مآءً سے مآءا، نسآءً سے نسآءا ،انکاثا وغیرہ

اسی طرح گول (ۃ) ہو تو اسے ہائے ساکنہ سے بدلنا جیسے جنۃ سے جنہ ،امۃ سے امہ اور خلیفۃ سے خلیفہ وغیرہ

7.2.2۔ محل کے اعتبار سے وقف: اس سے مراد کس جگہ ٹھہرنا اور رکنا چاہیے تاکہ معنی میں تبدیلی اور فرق کی پہچان ہو سکے۔ تلاوت کے دوران سانس اور آواز روکنے کے لیے بھی محل جگہ کے ضابطے ہیں جس پر عمل ضروری ہے اس کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں:

1۔وقف تام (مکمل وقف): ایسی جگہ وقف کرنا جہاں وقف والی آیت کا بعد والی آیت سے (ما قبل آیت کا مابعد آیت سے) کوئی لفظی یا معنوی تعلق نہ ہو یعنی آیت کا مضمون ختم ہو جائے اور اگلی آیت کے مضمون سے کوئی تعلق نہ ہو اس کو وقف تام کہتے ہیں جیسے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر پانچ (**المفلحون**) پر وقف کرنا وقف تام ہے کیونکہ اس آیت میں مومنوں کا بیان ختم ہو گیا اور اگلی آیت سے دوسرے مضمون (کافروں کا بیان) کا ذکر ہے اس لیے وقف تام کرنے کے بعد اگلی آیت سے ابتداء کی جائے گی۔

2۔وقف کافی (کفایت کرنے والا): ایسی جگہ وقف کرنا جہاں وقف والی آیت کا وقف سے بعد والی آیت (ما قبل کا مابعد سے) سے لفظی تعلق تو نہ ہو لیکن معنوی تعلق موجود ہو یعنی آیت کا اختتام تو ہو لیکن مفہوم کا اختتام نہ ہو اسے وقف کافی کہتے ہیں جیسے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 3 اور آیت نمبر 4 کا اختتام دیکھیں تو ''يُنۡفِقُونَ'' اور ''يُوقِنُونَ'' میں ہمیں لفظی تعلق تو نظر نہیں آتا لیکن مومنوں کی صفات کے حوالے سے معنوی تعلق ہے، جبکہ آیت نمبر تین کے اختتام پر وقف

کی علامت (لا) ہے جس پر وقف نہیں کرنا چاہیے پس یہاں وقف کافی کے تحت رکنا درست ہے۔

3۔وقف حسن(اچھاوقف): ایسی جگہ وقف کرنا جہاں ما قبل کا مابعد والی آیت سے لفظی اور معنوی تعلق ہونے کے باوجود وقف کرنے سے معنی خراب نہ ہوتا ہو اسے وقف حسن کہتے ہیں۔ایسی صورت میں دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے جس کو ہم سۃالفاتحہ کی پہلی آیت سے سمجھتے ہیں جیسے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" میں اگرآیت کے اختتام پر وقف ہو تو پھر اگلی آیت سے ابتداء کریں گے اگرآیت کے درمیان وقف کیاجائے تو پھر وقف کے بعد دوبارہ ابتدا کرتے وقت شروع سے ابتدا کرکے آیت کو مکمل کریں گے۔

4۔وقف قبیح(ناپسندیدہ وقف): ایسی جگہ وقف کرنا جہاں ما قبل کا مابعد سے لفظی و معنوی تعلق ہو لیکن وقف کرنے سے معنی اور مفہوم غلط ہونے کا خدشہ ہو، جیسے "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ" پر وقف کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے غلط مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ نماز پڑھنے کا تو احسن و مثبت ہے جو وقف کرنے سے قبیح اور منفی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الفیل کی پہلی آیت میں "أَلَمْ تَرَ كَيْفَ" پر وقف کرنا، اسی طرح سورۃ الذاریات کی آیت "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ" پر وقف کرنا ایسے وقف کے بعد دوبارہ ابتداء سے ہم اعادہ کریں گے۔تاہم یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ محل کے اعتبار سے وقف کی ساری صورتوں (وقف تام، وقف کافی، وقف حسن، اور وقف قبیح) کے بارے میں علم ہونے کے لیے قاری کو کچھ نہ کچھ ترجمے کا علم ہونا بھی بہت ضروری ہے تاکہ وہ قران کی قراءات کرتے وقت آیت کے معنی و مفہوم کو جان کر صحیح صحیح پڑھ سکے۔

7.2.3۔ قاری کے پڑھنے کے اعتبار سے وقف: قاری (قرآن پڑھنے والا) دوران تلاوت/ قراءات ضرورت پڑنے پر یا حالات کے اعتبار سے جو وقف کرتا ہے اس کو وقف بلحاظ قراءات قاری کہتے ہیں اس کی چار اقسام ہیں۔

1۔وقف اختیاری: ایسا وقف جو اپنے اختیار اور ارادے سے کیا جائے اور کوئی عذر بھی درپیش نہ ہو بلکہ استراحت وآرام اور سکون کی غرض سے کیاجائے ایسا وقف عموماعلامات وقف پر ہی ہوتا ہے۔

2۔وقف اضطراری: ایسا وقف جو کسی مجبوری، بغیر ارادے کے یا بے چینی اور عذر کی بناپر کیا جائے جیسے سانس

میں تنگی ہو، کھانسی ہو، تھکاوٹ ہو، بھول گیا ہو، چھینک آجائے یا ہچکی لگ جائے تو یہ ساری صورتیں اضطراری ہیں پھر اضطراری وقف شمار ہوگا۔

3۔وقف اختباری: ایسا وقف جو جانچ پڑتال کے لیے کیا جائے یعنی ممتحن شاگرد کو کسی جگہ روک دے، وقف کی اقسام کی پہچان اور وقف کی مشق کے لیے استاد اپنے شاگرد کو دوران قراءات روک دے تو یہ وقف اختباری کہلاتا ہے۔

4۔وقف انتظاری: ایسا وقف جس میں کسی کلمہ پر وقف کر کے اختلافات قراءات کو مکمل کیا جائے، یعنی قراءات سبع یا قراءات عشرہ کو جمع کرنے کے لیے روایات کے اعادہ کے لیے انتظار کرنا، دو راویوں کے درمیان وقف کرنا، وقف انتظاری کہلاتا ہے

7.3۔رموز اوقاف (وقف کی علامات):

ایسی علامات یا رموز اوقاف جن پر وقف کے احکامات کا اطلاق ہوتا ہے ان کو رموز اوقاف کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے اکثر نسخوں کے آخر میں رموز اوقاف کا بیان ہوتا ہے جن سے استفادہ کر کے وقف کے احکامات کو سمجھا جا سکتا ہے تاہم رموز اوقاف کا مختصر سا تذکرہ درج ذیل ہے۔

7.3.1۔وقف کی علامات (معروف علامات): وقف کی یہ پانچ علامات ماہرین قراءات کے مطابق معتبر، بڑی اور مستند مانی جاتی ہیں جن کا ذکر برصغیر پاک و ہند میں مطبوع قران مجید کے آخر میں بھی ملتا ہے ان کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔وقف کی پانچ علامات یہ ہیں **(O- گول دائرہ، م-میم، ط-طا، ج-جیم ، ز-زا)**

1۔گول دائرہ (O): یہ گول علامات آیت کے مکمل ہونے کی نشانی ہے۔اصل میں یہ لفظ "ایة" تھا جس کو مختصر کر کے گول (ۃ) لکھا گیا پھر یہ گول (ۃ) گول دائرہ کی شکل بن گیا جو آیت کے آخر میں ہوتا ہے۔

2۔میم (م): یہ وقف لازم کی علامت ہے اور کلام کے مکمل ہونے پر یہ وقف ہے اس لیے یہاں وقف ضروری ہے۔قرآن مجید میں جہاں بھی یہ علامت میم (م) ہو تو وقف کرنا چاہیے جیسا کہ سورۃ مریم کی اس آیت سے واضح ہے۔"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ" میں علامت م پر وقف کرنا چاہیے۔

3۔طا (ط): یہ وقف مطلق کی علامت ہے یعنی ابھی مطلب پورا نہیں ہوا۔اس علامت پر بھی ٹھہرنا چاہیے۔

ماہرین نے اس علامت پر وقف اور وصل دونوں کو درست قرار دیا ہے، البتہ وقف کو ترجیح دی ہے

4۔ جیم(ج): یہ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں وقف اور وصل دونوں برابر ہیں تاہم اس وقف کا درجہ وقف مطلق کے بعد کا ہے اس وقف پر نہ ٹھہرنا بھی جائز ہے

5۔ زا(ز): یہ علامت وقف مجوز کی علامت ہے یعنی اس پر بھی وقف کی اجازت دی گئی ہے تاہم نہ ٹھہرنا بہتر ہے جو چونکہ یہ وقف اضطراری کیفیت میں ہے۔ اس لیے وصل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ وقف کی ان پانچ علامتوں کے علاوہ کچھ علامتیں اور بھی ہیں جن کو بعض ماہرین نے وقف کی ضعیف علامتیں شمار کیا ہے۔ جن کا ذکر ہمیں مختلف قاعدوں اور قرآن مجید کے آخر میں ملتا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ (ص ، ق، ك، قف، صل ، صلى ، لا ، قلا ۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ۔

بعض وقف قرآن مجید کے حاشیے پر بھی لکھے گئے ہیں، اختصار کی بدولت ان علامات کی وضاحت کے لیے قرآن مجید کے آخر میں دی گئی فہرست سے استفادہ کریں تاہم ایک اہم نکتہ ''سکتہ'' کو جان لینا بہت ضروری ہے۔

7.3.2۔ سکتہ:

1۔ لغوی معنی: سکتہ کا لغوی معنی ہے خاموش ہونا، رکنا

2۔ اصطلاحی معنی: اصطلاحی معنی میں کلمہ کے آخر یا درمیان میں قراءات کو جاری رکھنے کی نیت سے سانس توڑے بغیر تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرنا سکتہ کہلاتا ہے، یعنی معمولی سا توقف کرنا اور تلاوت سے رک جانا

7.3.3۔ سکتہ کی علامت: سکتہ کی علامت دو نقطے یا سکتہ لکھا ہوتا ہے قرآن مجید میں اس کی بہت سی مثالیں بیان کی گئی ہیں قرآن مجید میں درج ذیل چار مقامات پر سکتہ آیا ہے۔ جیسے

1۔ سورۃ کہف کی پہلی آیت میں ''عِوَجًا '' پر سکتہ

2۔ سورۃ یاسین میں ''مِنۢ مَّرۡقَدِنَا '' پر سکتہ

3۔ سورۃ قیامہ میں ''وَقِيۡلَ مَنۡ ۜ رَاقٍ ۔ من پر سکتہ

4۔ سورۃ المطففین میں ''كَلَّا بَلۡ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ '' میں بل سکتہ

7.3.4۔اہم نکتہ

سورۃ یسین کی آیت نمبر 52 میں ''مِنۢ مَّرۡقَدِنَا'' کے الف پر سکتہ لکھا ہوا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں اگر ملا کر پڑھنا چاہیں تو سانس توڑے بغیر صرف آواز ایک لمحہ کے لیے رک جائے۔اور یہ صرف اسی وقت کیا جائے گا جب اس کو بعد والی آیت سے ملا کر پڑھا جائے۔اس سے معلوم ہوا کہ سکتہ وصل یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت کے ساتھ خاص ہے ۔لہذا اگر کوئی ملا کر نہیں پڑھتا ہے، تو مِنۢ مَّرۡقَدِنَا پر وقف کرنا بھی درست ہوگا۔اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ وقف لازم کی علامت کے مقام پر وقف کرنا کوئی واجب شرعی نہیں ہے کہ وقف نہ کرنے سے کوئی گناہ لازم آئے؛البتہ قواعدِ تجوید کی رو سے ضروری ہے۔

خود آزمائی

سوال نمبر 1۔ وقف کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ علم وقف سے کیا مراد ہے؟ نیز وقف کی اہمیت بیان کیجئے۔

سوال نمبر 3۔ قوف کی تین بنیادی اقسام کی تعریف لکھیے۔

سوال نمبر 4۔ محل کے اعتبار سے وقف کی چار اقسام تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ کیفیت کے اعتبار سے وقف کی پانچ قسمیں لکھیے۔

سوال نمبر 6۔ رموز او قاف سے کیا مراد ہے؟ معروف علامات تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 7۔ سکتہ کا معنی و مفہوم تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 7۔ سکتہ کی علامت مع مثالوں سے واضح کیجئے۔

یونٹ نمبر 8

تفخیم و ترقیق، لام، راء، نون اور میم مشدد کے احکام

تحریر: ڈاکٹر حافظ عبدالرشید تھانوی
نظر ثانی: ڈاکٹر محمد طیب خان

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
81	یونٹ کا تعارف	
81	یونٹ کے مقاصد	
82	**یونٹ نمبر 8: تفخیم و ترقیق، لام، راء، نون اور میم مشدد کے احکام**	
82	تفخیم و ترقیق کا لغوی و اصطلاحی مفہوم	8.1۔
83	اختلاف حرکات کے ساتھ لام اور راء کے احکام	8.2۔
84	نون اور میم مشدد کے احکام و ادائیگی کا طریقہ کار	8.3
86	**خود آزمائی**	

یونٹ کا تعارف

عزیز طلباء وطالبات ! اس یونٹ میں آپ تجوید کی اہم مباحث جن میں تفخیم وترقیق کے متعلقات، اختلاف حرکات کے ساتھ لام اور را کے احکام، نون اور میم مشدد کی پہچان اور اس کی ادائیگی کا طریقہ کار کا مطالعہ کریں گے۔ ان مباحث کو ذہن نشین کر کے تجوید کے اصولوں پر آسانی سے عمل کر سکیں گے۔

یونٹ کے مقاصد

اُمید ہے کہ آپ اس یونٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1۔ تفخیم وترقیق کا لغوی واصطلاحی مفہوم جان سکیں۔

2۔ حرف مفخم اور حرف مرقق کی تعریف کر سکیں۔

3۔ حروف مستعلیہ اور حروف مستفعلہ کے بارے میں جان سکیں۔

4۔ لام (ل) اور راء (ر) کے احکام سے واقف ہو سکیں۔

5۔ نون اور میم مشدد کی پہچان کر سکیں۔

6۔ نون اور میم مشدد کے احکام سے واقف ہو سکیں۔

7۔ نون اور میم مشدد کی ادائیگی کا طریقہ کار معلوم کر سکیں۔

8۔ تفخیم وترقیق، لام، راء، نون اور میم مشدد کے احکام

8.1۔ تفخیم:

(الف)۔لغوی معنی۔ تفخیم کا لغوی معنی ہے بھرنا، موٹا کرنا، پر پڑھنا، تفخیم کو تسمین بھی کہتے ہیں۔

(ب)۔اصطلاحی معنی۔ اصطلاحی معنی میں تفخیم سے مراد ایسی پر اور موٹی آواز جو کسی حرف کی ادائیگی کے وقت منہ کو بھر دے۔

(ج)۔حرف مفخم۔ ایسا حرف جس پر تفخیم کا اطلاق ہو، یعنی جس حرف کو خاص کیفیت کے ساتھ منہ بھر کر ادا کیا جائے جیسے قال میں ق کو منہ بھر کر پر پڑھنا۔

8.1.1۔حروف مستعلیہ۔ **موٹے پڑھے جانے والے حروف کو حروف استعلا یا حروف مستعلیہ بھی کہتے** ہیں، ان کی تعداد سات ہے ان کا مجموعہ ''خص ضغط قظ '' ہے۔ ان حروف میں تفخیم مستقل اور ہمیشہ ہوتی ہے خواہ یہ حروف متحرک ہوں یا ساکن۔

8.1.2۔ترقیق۔

(الف)۔لغوی معنی: ترقیق کا لغوی معنی ہے باریک ہونا، دبلا پتلا ہونا

(ب)۔ترقیق کا اصطلاحی معنی۔ اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ حرف کی ادائیگی کے وقت منہ سے نکلنے والی آواز باریک ہو اور منہ کو نہ بھرے۔

(ج)۔حرف مرقق۔ ایسا حرف جو ترقیق کی خاصیت کے ساتھ باریک ادا کیا جائے جیسے مالك میں ک کی آواز

اسی طرح موٹے منہ بھر کر پڑھے جانے والے حروف کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

1۔(خ)۔خَلَقْنَا، خٰسِئِیْنَ، 2۔(ص)۔صَلْصَالٍ، صِیَامُ، فَصَبْرٌ 3۔(ض)۔ضَلَّ، اَضْعَافًا، ضَنْكًا

4۔(ط)۔فَانْطَلَقَا، طَیِّبٰتِ 5۔(ظ)۔ظُلُمٰتٌ، وَالظَّاهِرُ، اُنْظُرْ 6۔(غ)۔غَمٍّ، غَسَّاقًا، غَیْرِ هٰذَآ 7۔(ق)۔ مَنْقُوصٍ، قُرْبَانًا، قَدِیْرٌ۔

ان ساری مثالوں پر غور کریں تو یہ سات حروف ہمیشہ موٹے اور پڑھے جاتے ہیں۔

8.1.3۔ حروف مستفعلہ۔ سات حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی جتنے بھی حروف ہیں وہ باریک آواز میں ادا کیے جاتے ہیں سوائے دو حروف کے لام (ل) اور را (ر) کے ان حروف مستفعلہ کی تعداد 19 ہے۔

8.2۔ لام (ل) اور را (ر) کے احکام:

8.2.1۔ تفخیم و ترقیق پڑھنے کی حالتیں: لام (ل) کو تفخیم اور ترقیق پڑھنے کی دو حالتیں ہیں۔

(الف)۔ پہلی حالت۔ اگر لام سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو یعنی لام سے ماقبل پر زبر یا پیش ہو تو اللہ کے لام کو پر (موٹا) پڑھیں گے یعنی منہ بھر کر ادا کریں گے جیسے مثالوں سے ظاہر ہے **واللہ** ، یحب اللہ ، اللھم ، عبداللہ ، **ھو اللہ** وغیرہ

(ب) دوسری حالت۔ اگر لفظ اللہ میں لام سے ماقبل والے حرف پر زیر ہو تو لام (ل) باریک پڑھا جائے گا جیسے مثالوں سے ظاہر ہے للہ ، بسم اللہ، قل اللھم وغیرہ۔ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ لفظ اللہ کے لام کے سوا باقی تمام لامات باریک پڑھے جائیں گے بعض حضرات نے "ما ولھم" کے لام کو بھی باریک پڑھنے کی بجائے پر پڑھ لیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

(ج)۔ الف کا قاعدہ۔ سات مستعلیہ حروف (پر حروف) کو ذہن میں رکھ کر الف کے قاعدے پر عمل کریں۔ اگر الف سے پہلے موٹا حرف ہو تو الف بھی موٹا ہو گا اور پر پڑھا جائے گا جیسے قال ، خالد ، غاسق وغیرہ۔ اگر الف سے پہلے والا حرف حروف مستفعلہ سے ہو تو پھر الف باریک پڑھا جائے گا جیسے

كَانَ ، حَاسِدٍ ، إِيَّاكَ ، جَاءَتِ ، مَالِكِ وغیرہ

(د)۔ را (ر) کے احکام۔ الف (ا) اور لام (ل) کے مقابلے میں "ر" کو تفخیم و ترقیق پڑھنے کے مختلف احکامات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

8.2.2۔راکے تفخیمی احکام: درج ذیل را کی 12 حالتیں ایسی ہیں جن میں را کو پر پڑھا جائے گا:

1۔راپر زبر ہو 2۔راپر پیش ہو 3۔رامشدد پر زبر ہو۔ 4۔رامشدد پر پیش ہو

5۔راساکن ما قبل زبر ہو 6۔راساکن ما قبل پیش ہو 7۔راساکن ما قبل کسرہ عارضی ہو

8۔راساکن ما قبل کسرہ دوسرے کلمے میں ہو 9۔را ساکن ما قبل کسرہ اور ما بعد حروف مستعلیہ اسی کلمے میں ہوں 10۔راساکن ما قبل ساکن ما قبل زبر ہو 11۔راساکن ما قبل ساکن ما قبل پیش ہو

12۔رامضموم وقف بالروم ہو۔ پیش والی راپر جب وقف کیا جائے۔

8.2.3۔راءکے ترقیقی احکام۔ راء سات حالتوں میں ترقیق (باریک) پڑھی جاتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔راکے نیچے کسرہ ہو۔ 2۔رامشدد کے نیچے کسرہ ہو۔ 3۔راساکن ما قبل کسرہ اصلی ہو۔

4۔راساکن ما قبل ساکن ما قبل کسرہ ہو۔ 5۔راساکن ما قبل یاء ساکنہ ہو۔

6۔راممالہ۔وہ راجس پر امالہ کیا جائے۔ 7۔رائے مرامہ مکسورہ۔وہ راجس پر وقف بالروم کیا جائے۔

8.2.4۔راءکے مختلف فیہ احکام۔

سات کلمات میں راء کے مختلف فیہ احکام موجود ہوتے ہیں یعنی راء کو تفخیم و ترقیق دونوں سے پڑھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی کئی مثالیں ہیں۔

8.3۔نون اور میم مشدد (مّ) کے احکام اور طریقہ کار:

عزیز طلبہ ! یونٹ نمبر چار میں آپ نے نون ساکن کے احکام کا مطالعہ کیا ہو گا، اب نون اور م مشدد (مّ) کے احکام پر بحث کریں گے۔

8.3.1۔نون اور میم متحرک و مشدد (مّ)۔ نون اور میم (م) اگر متحرک کو تو اس میں حرکت کی وجہ سے غنہ نہ ہو گا جیسے کَانَ،مَعَارِجِ

اگر نون اور میم پر شد ہو تو اسے مشدد کہتے ہیں اور جس نون اور م پر شد ہو تو اس میں غنہ ہوتا ہے اور یہ غنہ بطور صفت کے نون اور میم میں ہوتا ہے جیسے اِنّ یعنی آواز ناک کے بانسے سے خیشوم سے ہو کر آئے اور اس غنہ کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے یعنی اسے کھینچ کر پڑھا جائے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے

إِنَّ اللَّهَ، إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ، فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى، فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ، عَمَّ، ثُمَّ، وغیرہ

اگر میم ساکن کے بعد (م یا ب) آجائے تو پھر غنّہ ہو گا جیسے الیکم مرسلون، علیکم بوکیل مثالوں سے ظاہر ہے۔ میم ساکن کے بعد میم (م) اور با (ب) کے علاوہ کوئی اور حرف آجائے تو غنہ نہ ہو گا جیسے انعمت

8.3.2۔ میم ساکن کے احکام۔

اسی طرح میم ساکن کے تین احکام موجود ہیں جو درج ذیل ہیں

1۔ادغام۔ میم ساکن کے بعد اگر میم آجائے تو ادغام ہو گا اس کو ادغام مثلین صغیر کہتے ہیں اس ادغام میں دو حرفوں کو ملا کر ایک مشدد حرف پڑھا جائے یعنی پہلے میم کو دوسری میم کے ساتھ ملا کر ایک الف کے برابر غنہ ہو گا جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔ إِذْ ذَّهَبَ، قَدْ دَّخَلُوْا، اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ، فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ، چونکہ میم کی ادائیگی ہونٹوں سے ہوتی ہے اس لیے اس ادغام (میم کے بعد میم) کو ادغام شفوی بھی کہتے ہیں۔ جیسے اَنْتُمْ مُعْرِضُوْنَ

2۔اخفاء۔ اخفاء کا معنی ہے چھپانا، کسی حرف کو درمیانی کیفیت (اظہار اور ادغام) پر صفت غنہ کو باقی رکھ کر بغیر شد کے ادا کرنا اخفا کہلاتا ہے۔ میم ساکن کے بعد (ب) آجائے تو اخفا ہو گا اور اس کو اخفائے شفوی کہتے ہیں جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ، يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ، وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ وغیرہ

3۔اظہار۔ اظہار کا معنی ہے ظاہر کرنا، میم ساکن کے بعد میم (م) اور با (ب) کے علاوہ باقی حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں میم کو اس کے مخرج سے بغیر غنہ کے تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا اظہار کہلاتا ہے۔ جیسے لَهُمْ جَنّٰتٌ، هُمْ فِيهِ، لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ، كُنْتُمْ تَدْرُسُوْن وغیرہ

8.3.3۔اہم نکتہ

(1)نون مشدد اور میم مشدد میں غنہ ہوتا ہے۔

(2)نون ساکن اور نون تنوین کے بعد چھ حروف حلقی(ء۔ ہ۔ع۔ح۔غ۔خ) میں سے کوئی آئے تو غنہ نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے۔

(3)نون ساکن اور تنوین کے بعد (ی۔ر۔م۔ل۔و۔ن) چھ حروف میں سے کوئی آئے تو ادغام مع الغنہ ہوتا ہے۔

خود آزمائی

سوال نمبر 1۔ تفخیم کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیے۔

سوال نمبر 2۔ ترقیق کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیے۔

سوال نمبر 3۔ حرف مفخم اور حرف مرقق سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 4۔ حروف مستعلیہ اور حروف مستفعلہ کی تعریف کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ علم تجوید میں الف کے قاعدہ کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 6۔راء(ر) کے تفخیمی احکام تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 7۔راء(ر) کے ترقیقی احکام تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 8۔راء(ر) کے مختلف فیہ احکام تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 9۔نون اور میم مشدد کے احکام تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 10۔ میم ساکن کے احکام لکھیے۔

یونٹ نمبر9

علم قراءات کا تعارف

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال
نظر ثانی: ڈاکٹر سعاد محمد عباس

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	89
	یونٹ کے مقاصد	89
یونٹ نمبر 9:	**علم قراءات کا تعارف**	**90**
9.1۔	علم قراءات کا مفہوم	90
9.2۔	علم قراءات کا موضوع و غرض و غایت	91
9.3۔	ارکان قراءات	93
9.4۔	مراتب قراءات	94
خود آزمائی		**94**

یونٹ کا تعارف

عزیز طلباء وطالبات! اس یونٹ میں آپ علم قراءات کی مباحث کا مطالعہ کریں گے جس میں علم قراءات کا معنی و مفہوم موضوع علم قراءات ، قراءات کے ارکان اور مراتب قراءات شامل ہیں۔ ان مباحث کو ذہن نشین کرکے آپ تلاوت کے دوران قراءات کے ان اصولوں کی عملی مشق کریں گے اور حقیقی معنوں میں تلاوت قرآن مجید کا حق ادا کر سکیں گے ان شاءاللہ تعالی۔

یونٹ کے مقاصد

عزیز طلباء وطالبات! امید ہے کہ اس یونٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

1۔ علم قراءات کا معنی و مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔

2۔ علم قراءات کے موضوع اور غرض و غایت سے واقف ہو سکیں۔

3۔ ارکان قراءات کو ذہن نشین کر سکیں۔

4۔ قراءات کے مراتب کو جان کر عمل کر سکیں۔

5۔ علم قراءات کی افادیت اور مقصد سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

9۔ علم قراءات کا تعارف

9.1۔ علم قراءات کا مفہوم

(الف)۔ لغوی معنی: قراءات جمع ہے ''قراءۃ'' کی۔ قراء، یقراء سے قراءۃ مصدر ہے جس کا معنی ہے پڑھنا، تلاوت کرنا

(ب)۔ اصطلاحی معنی: تجوید کی اصطلاح میں ترتیل کو مد نظر رکھتے ہوئے کلمات و حروف کو بحسن و خوبی جمع کرنے اور ادا کرنے کو قراءات کہا گیا ہے اہل علم نے قراءات کی مختلف تعریفات اور مفہوم کا ذکر کیا ہے۔

قاضی عبدالفتاح کے نزدیک

''قرات ایسا علم ہے جس میں کلمات قرآنیہ کے نطق کی کیفیت اور اتفاقی واختلافی ادائیگی کا طریقہ کار معلوم کیا جاتا ہے''

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ''وحی کے الفاظ میں اختلاف کی کیفیت، تخفیف اور تثقیل وغیرہ جیسے امور کو قراءات کا نام دیا ہے''

اسی طرح علوم القران و کتب قرات میں دیگر تعریفات بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

(ج)۔ قراء کی فضیلت: اللہ کے کلام قران مجید کو سارے کلاموں پر فضیلت حاصل ہے اس لیے رب ذوالجلال نے اس قران مجید کو پڑھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کے لیے دنیا وآخرت میں بے شمار انعامات کا وعدہ کیا ہے جس کی بدولت ہر خاص و عام میں قران مجید کو حفظ کرنے کا جذبہ و شوق پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ سورۃ الفاطر کی آیت نمبر 32 میں اللہ تعالی نے اپنے پسندیدہ بندوں کا ذکر کیا جو اللہ کی طرف سے دی گئی کتاب پر عمل کر کے نیکیوں میں ترقی کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے

''وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ''

(پھر بعض ان میں (اللہ کے بندوں میں) سے وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کرتے ہیں یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہے)

علامہ قرطبیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''الجامع الاحکام القران'' میں اس آیت کی تفسیر میں ''سابق'' کے تحت وضاحت کی ہے ''وہ (شخص) جو قران کی تلاوت بھی کرتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کا عالم بھی ہے۔''

اسی طرح حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قران مجید کا ماہر بزرگ اور مقرب فرشتوں کے ساتھ ہو گا۔''

اسی طرح صحیحین کی ایک روایت میں اٹک اٹک کر پڑھنے پر دگنے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔

''والذی یقرا القرآن ویتعتع فیه وھو علیه شاق فله اجران''

(اور جو قران مجید کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے دشواری ہوتی ہے اس کو اللہ کریم دگنا اجر عطا فرمائے گا)

روایات میں حفاظ کرام کو اہل قران بھی کہا گیا ہے جو اللہ کے لیے اپنے اور خاص بندے ہیں۔

9.2۔ علم قراءات کا موضوع اور غرض وغایت

9.2.1۔ علم قراءات کا موضوع۔ الہامی کتب میں سے قرآن مجید وہ واحد ازلی ابدی اور محفوظ کتاب ہے جو نبی آخر الزماں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے رشد وہدایت ہونے کے ساتھ ساتھ علوم وفنون کا ماخذ ومنبع بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

''فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ'' (جن میں درست مضامین لکھے ہوں)

قرآن مجید کے بیان کردہ علوم میں سے ایک علم ''علم قراءات'' بھی ہے جس کی فضیلت قرآن مجید کے سارے علوم پر مسلم ہے اس لیے ''علم قراءات'' کو اولا قرآن مجید کے تمام علوم پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی قراءات کا بنیادی اور اساسی علم ہے جس کو سیکھنے کی ترغیب کا ذکر احادیث مبارکہ میں ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اقراء القرآن بلحون العرب واصواتھا''(قرآن مجید کو عربوں کے لہجے اور ان کی آواز میں پڑھو)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے:

''زینوا القرآن بأصواتکم''(قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے مزین کرو)

9.2.2۔ علم قراءات کی غرض وغایت:

علم قراءات کی غرض وغایت کو چند اہم نکات سے واضح کیا جاتا ہے۔

1۔ عربوں کے لہجے کا تحفظ:

علمِ قراءات، علومِ قرآن کی ایک نہایت اہم شاخ ہے جس کا تعلق قرآنِ مجید کے الفاظ کی مختلف مستند ادائیگیوں (قراءتوں) سے ہے۔ قرآن مجید کا نزول سرزمین عرب پر عربی زبان میں ہوا اور جس پیغمبر اعظم ﷺ پر نازل ہوا وہ بھی عربی ہیں۔ حدیث رسولؐ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ قرآن مجید کو عربوں کے لب و لہجہ میں پڑھا جائے جس کو

تجوید کہتے ہیں۔ لہٰذا اس لہجے (تجوید) کو سیکھنا ایک بڑی نعمت ہے۔ صرف اسی لب و لہجہ کو معتبر مانا جائے گا جو قراء حضرات اختیار کرتے ہیں۔ مختلف قراءتیں دراصل انہی مستند طریقوں کی نمائندگی کرتی ہیں جو صحابہ کرامؓ سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔

2۔ معانی و مفاہیم میں وسعت

بعض قراءات کے اختلاف سے آیات کے معانی میں تنوع اور وسعت پیدا ہوتی ہے، جو قرآن کے اعجاز کو مزید واضح کرتی ہے اور مفسرین کے لیے گہرے فہم کے دروازے کھولتی ہے۔

3۔ عربیت سے لگاؤ اور قرآن سے رغبت:

علم قراءات کا بنیادی مقصد ہی قرآن مجید کی عظمت کو دوبالا کرنا ہے۔ تجوید سے قرآن کی تلاوت میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ قراءات کی وجہ سے لوگ قرآن کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اور علم قراءات کی وجہ سے عربی زبان جو کہ بین الاقوامی زبان ہے آج زندہ و جاوید ہے۔

4۔ تجوید اور ادائیگی کی درستگی

علم قراءات حروف کے مخارج، صفات اور ادائیگی کے اصولوں کو واضح کرتا ہے، جس سے قاری قرآن کو خوبصورت اور درست انداز میں پڑھ سکتا ہے۔ اسی علم قراءات کی وجہ سے خوش الحانی و خوش آوازی کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ پس اصل مقصود ہی یہی ہے کہ قاری قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے قراءات کرے یہی قرآن کا حسن اور علم قراءات کا مقصد ہے۔

5۔ تحریف سے حفاظت

علمِ قراءات قرآن کو ہر قسم کی تبدیلی، کمی یا زیادتی سے محفوظ رکھتا ہے۔ چونکہ ہر قراءت سند کے ساتھ نقل ہوئی ہے، اس لیے کوئی غیر مستند قراءت قبول نہیں کی جاتی۔

6۔ سنتِ نبویؐ کی پیروی

قراءتوں کا علم دراصل نبی کریم ﷺ کی سنت کا عملی اظہار ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف قراءتوں کے ساتھ قرآن کی تلاوت فرمائی۔

7۔ امت میں وحدت اور علمی روایت کا تسلسل

یہ علم ایک مضبوط علمی روایت کو برقرار رکھتا ہے جس میں اساتذہ سے شاگردوں تک قراءت کی باقاعدہ سند منتقل ہوتی

ہے، جس سے امت میں علمی وحدت قائم رہتی ہے۔
پس علمِ قراءات کا اصل مقصد قرآنِ مجید کی تلاوت کو محفوظ، مستند اور آسان بنانا، اس کے معانی میں وسعت پیدا کرنا، اور امتِ مسلمہ کو نبی کریم ﷺ کے طریقۂ تلاوت پر قائم رکھنا ہے۔

9.3۔ارکان قراءات۔

علامہ ابن الجزریؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''طیبۃ النشر''، میں قرآن کے تین ارکان کا ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔سند صحیح 2۔مصاحف عثمانیہ سے موافقت 3۔عربیت سے موافقت

پس ان تینوں ارکان پر پورا اترنے والی قراءات کو قرآن کہا جائے گا ان تینوں ارکان کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔سند صحیح۔ سند صحیح سے مراد سارے طبقات میں روایت کرنے والے عادل و ضابط اور مقبول ہوں اور آئمہ قراءات کے ہاں یہ قراءات مشہور اور مقبول ہو۔ بعض حضرات نے سند صحیح کی جگہ سند تواتر کی بھی شرط لگائی ہے

2۔مصاحف عثمانیہ سے موافقت۔ اس سے مراد یہ قراءات مصاحف عثمانیہ میں سے کسی بھی مصحف کے ساتھ تحقیقاً اور تقدیراً دونوں صورتوں میں موافقت رکھتی ہو جیسا کہ سورۃ الفاتحہ کی تیسری آیت ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ(3) ''، میں مَالِكِ کی دو قراء تیں ہیں ایک الف کے ساتھ جیسے ''مَالِكِ'' جو قراءات تقدیراً ثابت ہے اور دوسری بغیر الف کے ''مَلِكِ''، جو قراءات تحقیقاً ثابت ہے۔

3۔عربیت سے موافقت۔ اس سے مراد یہ قراءات کسی بھی نحوی وجہ کے موافق ہو، یہ وجہ فصیح یا افصح بھی ہو سکتی ہے اور مجمع علیہ اور مختلف فیہ بھی ہو سکتی ہے یعنی قراءات میں عربی کے صرفی و نحوی قواعد اور اعراب کی رعایت رکھی گئی ہو۔ مصحف عثمانیہ سے لے کر اس وقت تک امت کے پاس دس معروف قراءات مکمل صحت و سند کے ساتھ محفوظ ہیں جن کا ذکر مختلف کتب قراءات میں ملتا ہے اور مختلف اسلامی ممالک میں یہ دس قراءات پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ یہ دس معروف قراءات ان دس عظیم آئمہ کرام کی طرف منسوب ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اپنی زندگیاں تعلیم قرآن کے لیے وقف کر دیں۔ قصہ مختصر قراءات کی ان عظیم ہستیوں نے اس حدیث پر صحیح عمل کر کے دکھایا

''خیرکم من تعلم القرآن وعلمه''

(تم میں سب سے بہترین (شخص) وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے)
اللہ رب العزت ہمیں بھی قران سیکھنے سکھانے اور اس کا فہم حاصل کر کے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

9.4۔ مراتب قراءات۔ کتب قراءات میں قرآن مجید کی قراءات کے تین مراتب بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ ترتیل 2۔ حدر 3۔ تدویر

1۔ ترتیل۔ تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو ترتیل کہتے ہیں یعنی قرآن مجید کی تلاوت اطمینان و سکون کے ساتھ کی جائے کہ پڑھنے اور سننے والا دونوں ہی قران کریم کے الفاظ و معنی اور ان میں پوشیدہ مفاہیم میں تدبر و تفکر کر سکیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے)

اور ترتیل کی وضاحت حضرت علیؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "حروف کو تجوید (مخارج کی صفات اور حرکات کی رعایت رکھتے ہوئے) کے ساتھ ادا کرنا اور او قاف میں ماہر ہونے کا نام ترتیل ہے۔

2۔ تدویر۔ تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے درمیانی رفتار سے پڑھنے کو تدویر کہتے ہیں یعنی ترتیل اور حدر کی درمیانی کیفیت سے تلاوت کرنا جیسے ہم نماز میں قرآن کی تلاوت نہ آہستہ نہ تیز بلکہ اعتدال سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے نزول کے وقت بہت تیز تیز پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔ ارشاد باری تعالی ہے "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ "

(آپ ﷺ (وحی ختم ہونے سے پہلے) قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تاکہ آپ اسے جلدی جلدی (یاد کر) لیں)

3۔ حدر۔ تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے تیز رفتار پڑھنے کو حدر کہتے ہیں جیسا رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قراء حضرات قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں لیکن اس تیز رفتاری میں احکام تجوید کا اہتمام اور التزام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

خود آزمائی

سوال نمبر 1۔ علم قراءات کا معنی و مفہوم تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 2۔ علم قراءات کا موضوع کیا ہے؟

سوال نمبر 3۔ علم قراءات کے ارکان کی وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر 4۔ مراتب علم قراءات تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 5۔ علم قراءات سیکھنا کیوں ضروری ہے؟ وضاحت کیجئے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الحکیم مع احکام التجوید، ایم عاشقین کمپنی، جامعہ مسجد دہلی (انڈیا)
2. صحاح ستہ
3. تجوید قرآن حکیم، حافظ رشید احمد تھانوی، کورس کوڈ 1966، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔
4. فہم قرآن (تجوید، ترجمہ، تفسیر)، ڈاکٹر محمد طیب خان، کورس کوڈ 9487، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
5. القول السدید فی علم التجوید، قاری سلمان احمد میر محمدی، 2021، دارالسلام لاہور۔
6. جمال القرآن مع شرح کمال الفرقان، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، مکتبہ مدنیہ لاہور۔
7. معارف التجوید، مولانا قاری محمد یوسف سہارنپوری، مکتبہ تحسین القرآن دیوبند۔
8. معارف التجوید، قاری محمد نصر اللہ، مکتبہ حمادیہ، اردو بازار لاہور۔
9. تجوید القرآن، خلیق احمد مفتی، 2003، قاسم گرافکس، لاہور
10. تجوید القرآن، حافظہ قاریہ رافعہ مریم، منصورہ لاہور۔
11. تسہیل التجوید فی حل تیسیر التجوید، قاری حبیب احمد، گلشن راوی لاہور۔
12. تحفۃ القاری، محمد ابراہیم عبداللہ، نیو گارڈن ٹاون لاہور
13. زینت المصحف، قاری محمد ادریس العاصم، قراءات اکیڈمی لاہور
14. احسن التجوید، قاری محمد اظہر حسن، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
15. آسان تجوید، سلمی کوکب، اردو بازار لاہور۔
16. اقراء قاعدہ، قاری عبدالرحمن، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔
17. الاجراء فی قواعد التجوید، قاری نجم الصبیح التھانوی، قراءات اکیڈمی لاہور۔
18. تجوید کی تدریس کے مناھج، ڈاکٹر فہد عبدالرحمن الرومی، ادارۃ الصلاح ٹرسٹ پاکستان لاہور۔
19. زینت القرآن، قاری محمد شریف، مکتبۃ القراۃ، ماڈل ٹاون لاہور۔
20. التجوید المصور (عربی-اردو)، ڈاکٹر ایمن رشدی صوید، زمزم پبلشرز کراچی۔
21. تخبیر التجوید، قاری محمد ادریس عاصم، قراءات اکیڈمی لاہور۔
22. تحفۃ القراء لطالب التجوید والعلماء، قاری محمد یحیی رسولنگری، اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔
23. درس قراءات، المقری فقیر محمد مسعودی، کتب خانہ شان، راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور۔
24. تیسیر احکام التجوید، ڈاکٹر یحیی الغوثانی۔ دارالاسلام، قاہرہ مصر۔
25. منہج القرطبیّ فی القراءات، جمال عبداللہ، دارالاسلام بیروت